امام احمد رضا کانفرنس

سنۂ ۲۰۰۴ء

مجلّہ

صلی اللہ علیہ وسلم

(اِدارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی پاکستان)

بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ وآلہ

With best compliments from:

UNION INDUSTRIES (PVT) LIMITED

B-46, S.I.T.E, KARACHI, (PAKISTAN)

تعارف
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل (رجسٹرڈ)
کراچی ---- اسلام آباد
بانی
سید محمد ریاست علی قادری علیہ الرحمہ
سرپرست اعلیٰ
علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ
مرکزی صدر
صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری
مرکزی مجلس عاملہ
الحاج شفیع محمد قادری
حاجی عبداللطیف قادری
ڈاکٹر حافظ عبدالباری
سید ریاست رسول قادری
ڈاکٹر مجید اللہ قادری
حاجی محمد حنیف رضوی
منظور حسین جیلانی
کراچی
25 جاپان مینشن، ریگل چوک، صدر، کراچی (74400)، فون: 92-21-7725150
فیکس: 92-21-7732369، ای میل: marifraza@hotmail.com
اسلام آباد
D-44/4، اسٹریٹ-38، سیکٹر F-6/1، اسلام آباد (44000) فون: 051-2825587

حمد باری تعالیٰ

اَلْحَمْدُ لِلْمُتَوَحِّدِ
بِجَلَالِہٖ الْمُتَفَرِّدِ
وَصَلٰوتُہٗ دَوْمًا عَلٰی
خَیْرِ الْاَنَامِ مُحَمَّدِ

حضرت رضا بریلوی

اُس خُدائے یکتا کی حمد و ثنا
جو اپنے جلال میں یکتا و یگانہ ہے
تمام مخلوق میں سب سے اعلیٰ انسان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
پر خُدا کی رحمت ہمیشہ ہمیش نازل ہوتی رہے!

نعت رسول مقبول ﷺ

امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ

خوف نہ رکھ رضؔا ذرا تو، تو ہے عبدِ مصطفےٰ ﷺ

عرش کی عقل دنگ ہے چرخ میں آسمان ہے
جانِ مُراداب کدھر ہائے ترا مکان ہے

بزمِ ثنائے زلف میں میری عروسِ فکر کو
ساری بہارِ ہشت خلد چھوٹا سا عطردان ہے

اک ترے رخ کی روشنی چین ہے دو ہاں کی
اِنس کا اُنس اُسی سے ہے جان کی وہی جان ہے

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

تجھ سے سیاہ کار کون اُن سا شفیع ہے کہاں
پھر وہ تجھی کو بھول جائیں دل یہ ترا گمان ہے

بارِ جلال اٹھالیا گر چہ کلیجا شق ہوا
یوں تو یہ ماہِ سبزہ رنگ نظروں میں دھان پان ہے

خوف نہ رکھ رضؔا ذرا تو، تو ہے عبدِ مصطفےٰ
تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

طارق سلطان پوری
حسن ابدال، اٹک

منقبت

احمد رضا

حق تعالیٰ کی ، محمد کی عطا احمد رضا
زورِ حیدر ، قوت غوث الورا احمد رضا

پیکرِ حق، اہلِ حق کا رہنما احمد رضا
دیدہ ور ، دیدہ وروں کا پیشوا احمد رضا

رَہروانِ شوق کا منزل نُما احمد رضا
طالبانِ علم کا عُقدہ کُشا احمد رضا

حسنِ بزم اُلفتِ خیرُ الورا احمد رضا
زینتِ گُلزارِ عشقِ مصطفیٰ احمد رضا

باخدا احمد رضا با مصطفیٰ احمد رضا
عشق کا نغمہ محبّت کی نوا احمد رضا

مصطفیٰ کی بے مثالی اس کا موضوعِ سخن
نُور کی سرکار کا نغمہ سرا احمد رضا

حفظِ ناموسِ محمد مصطفیٰ ﷺ میں اپنا فرض
عزم و ہمّت سے ادا کرتا رہا احمد رضا

آج بھی روشن ہیں ، جو روشن کیئے اس نے چراغ
کار فرما آج بھی ہے جابجا احمد رضا

عصرِ حاضر، دَور ہے اُس عاشقِ سرکار کا
آج ہر سُو ہے صدا احمد رضا احمد رضا

سخن ہائے گفتنی

منظور حسین جیلانی
(فنانس سیکریٹری، ادارہ)

قارئین کرام ہم نے اپنے مجلّہ ۲۰۰۲ء میں ادارہ کے اغراض و مقاصد اور اس سلسلہ میں کی جانے والی مخلصانہ کوششوں کے صلہ میں حاصل کردہ کامیابیوں کے بارے میں مختصراً عرض کیا تھا۔ ساتھ ہی ساتھ ادارہ کی ایگزیکٹیو باڈی کے عہدیداران کی اہلیت کے لئے متعین کردہ شرائط کا بھی تفصیلاً ذکر کیا تھا۔ مزید براں ہم نے اس بات کی وضاحت بھی کی تھی کہ بیشار تنظیموں کی موجودگی کے باوجود ادارہ کا قیام کیوں ضروری سمجھا گیا اور متعین کردہ اغراض و مقاصد کے کیا مثبت نتائج برآمد ہوئے۔

ہمیں انتہائی مسرت ہے کہ مذکورہ تفصیلات سے ہمارے بہی خواہوں اور مخلصین و معتقدینِ اعلیٰ حضرت کو نہ صرف یہ کہ آگاہی ہوئی بلکہ وہ حضرات اور ادارے جو اب تک ادارہ کے پس منظر سے کماحقۂ عدم وقفیت رکھتے تھے ان کو بھی ادارہ کے پس منظر اور کارکردگی کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل ہوئیں۔ اس سلسلہ میں ہمیں بیشار خطوط موصول ہوئے جو کہ ہماری حوصلہ افزائی کا باعث بنے ساتھ ہی چند تجاویز بھی موصول ہوئیں۔ خاص طور پر ہمارے کرم فرماؤں نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ ہم اس بات کی بھی وضاحت کریں کہ موجودہ ملکی و غیر ملکی صورت حال کے پس منظر میں مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کا جو فریضہ ادارہ ھٰذا اور دیگر تنظیمیں انجام دے رہی ہیں اس کے قومی اور بین الاقوامی سطح پر کیا مثبت نتائج برآمد ہوئے۔

قارئین کرام اس سے قبل کہ ہم مذکورہ سوال کا جواب عرض کریں، ہم یہ ضروری محسوس کرتے ہیں کہ سب سے پہلے اس بات کی وضاحت کردی جائے کہ مسلکِ اعلیٰ حضرت جس کو عام فہم انداز میں بریلوی مسلک کہا جاتا ہے۔ اس کی حقیقت کیا ہے۔ ہر چند کہ اس سلسلہ میں ادارہ ھٰذا، مقتدر علمائے کرام اور بیشار تنظیموں کی جانب سے اس امر کی وضاحت کی جاتی رہی ہے لیکن ہنوز ایسا محسوس ہوتا ہے کہ نہ صرف عام لوگوں بلکہ اعلیٰ حکومتی، سماجی و دیگر حلقوں میں آج بھی کچھ ابہام باقی ہیں۔

قارئین کرام حقیقتاً ''بریلوی مسلک'' نام ہے حنفی مسلک کا۔ یہ مسلک وہ ہے جس کے پیروکار نہ صرف پاکستان بلکہ پوری
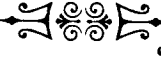
دنیا میں اکثریت میں ہیں ۔ یہ مسلک اہلسنّت والجماعت ہے اور اس کے پیروکار امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے پیروکار ہیں ۔ دیگر تین مقتدر اماموں، امام شافعی، امام حنبل اور امام مالک رضی اللہ عنہم نے بھی جس دین اسلام کی ترویج اور اشاعت کی وہ بھی یہی مسلک اہلسنّت والجماعت ہے جو حقیقتاً اللہ اور اس کے رسول نبی آخر الزماں محمد ﷺ کی شریعت ہے:

امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ بھی فقہہ حنفی کے پیروکار تھے۔ فقہ حنفی کے مطابق اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کے بعد نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی حقیقی اور سچی محبت جز وایمان ہے ۔ یہی مسلکِ اعلیٰ حضرت ہے، اعلیٰ حضرت نے پوری زندگی عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی ترویج واشاعت کی جس کا ثبوت آپ کی نعتیہ شاعری کا مجموعہ حدائق بخشش اور متعدد کتب ورسائل ہیں ۔

اعلیٰ حضرت کی پوری حیات عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے عبارت ہے اور آپ کو عاشقِ رسول ﷺ نہ صرف آپ کے معتقدین بلکہ آپ سے فکر ونظر کا اختلاف رکھنے والے بھی تسلیم کرتے ہیں ۔ اعلیٰ حضرت کی نظر میں حضور نبی کریم ﷺ کا وہی مقام رہا جو خود پروردگار عالم نے متعین فرمایا اور جس پر بیشمار قرآنی آیات دلالت کرتی ہیں اور یہی عقیدہ اور تعلیمات بزرگانِ دین کی بھی ہیں ۔ آپ نے اپنی تحریروں اور بالخصوص قرآن مجید کا ترجمہ کرتے ہوئے بھی اس بات کو خاص طور پر ملحوظ خاطر رکھا کہ ایک طرف شانِ الوہیت کا احترام برقرار رہے تو دوسری طرف مقام رسالت ﷺ کا پاس واکرام رہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جبکہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور مقام مصطفیٰ ﷺ ہر مسلمان کا جز وایمان ہے تو پھر یہ فرقہ بندیاں کیسی اور بریلوی مسلک کس کو کہا جاتا ہے۔ اس کا جواب ہم مندرجہ ذیل سطور میں عرض کرنے کی سعی کر رہے ہیں ۔

قارئین کرام! اعلیٰ حضرت کی ولادت باسعادت تک برصغیر پاک وہند میں کسی قسم کی فرقہ بندیاں نہیں تھیں، وہ اس لئے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے پر عمل کر رہے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ سے سچی اور حقیقی محبت رکھتے تھے ۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ اس دور میں کچھ ایسی تحریریں مختلف دینی اور فکری حلقوں کی جانب سے منظر عام پر آنا شروع ہوئیں جن سے مسلمانوں کے جذبۂ عشقِ مصطفیٰ ﷺ پر کاری ضرب پڑتی نظر آئی ۔ ان تحریروں میں حضور نبی کریم ﷺ کے مقام ومرتبہ کو نعوذ باللہ کم کرنے کی ناپاک جسارت کی گئی ۔ یہ تحریریں چونکہ مسلمانوں کے بنیادی عقائد کے صریحاً خلاف تھیں لہٰذا اعلیٰ حضرت نے ان عبارات کی گرفت کی اور ان کے جواب مدلل انداز میں دیئے ۔ یہ تحریریں اعلیٰ حضرت کے دور میں تواتر سے منظر عام پر آئیں اور آپ ہر اس تحریر کو رد فرماتے رہے جو مسلمانوں کے بنیادی عقائد پر کاری ضرب تھیں ۔ حق اور انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ اعلیٰحضرت کے رد کے جواب میں خالصتاً علمی تحقیقی دلائل کو بنیاد بنایا جاتا اور جیسا اسلوب آپ نے اختیار کیا تھا وہی اختیار کیا جاتا، لیکن ہوا یہ کہ جب قرآن وسنت کی روشنی میں ان تحریروں کے جوابات دینے کی اہلیت نہ پائی گئی تو بہت ہی غیر معیاری راستہ اختیار کیا گیا اور وہ یہ تھا کہ اعلیٰ حضرت کی کردارکشی کی جائے اور ان سے وہ باتیں منسوب کر دی جائیں جن کا کوئی وجود ہی نہ تھا۔

اعلیٰ حضرت کا تعلق چونکہ بریلی شریف سے تھا تو یہ پروپیگنڈہ بھی کیا گیا کہ انہوں نے ایک نئے مسلک کی بنیاد ڈال دی ہے اور اس کو بریلوی مسلک کا نام دے دیا گیا۔

قارئین کرام! جیسا کہ مندرجہ بالا سطور میں عرض کیا گیا کہ اعلیٰ حضرت کا مسلک صرف اور صرف حنفی تھا اور عشق مصطفیٰ ﷺ ان کی پہچان تھی، ان کی پوری زندگی اسی سے عبارت رہی اور یہی بزرگانِ دین کی تعلیم کا نچوڑ بھی ہے۔ اسی کی تلقین اعلیٰ حضرت نے اپنے معتقدین کو بھی کی۔ اب ہم اس وضاحت کی طرف آتے ہیں جس کا تذکرہ ابتدائیہ کلمات میں کیا گیا ہے۔

قارئینِ ذی وقار! حضور نبی کریم ﷺ سے سچی اور حقیقی محبت کا دعویٰ جنھوں نے کیا انہوں نے اس پر عمل کر کے بھی دکھایا اور اپنے پیروکاروں کو اس کی سختی سے تلقین بھی کی۔ اور جیسا کہ اس بات پر تمام مسلمان متفق ہیں کہ حضور ﷺ کی حیات طیبہ عفو و درگزر، ہمدردی، عدمِ تشدّد، مساوات، علم وحکمت، دانائی، مسلمانوں اور غیر مذاہب کے پیروکاروں سے تعلقات و معاملات میں ایک منصفانہ توازن اور بے شمار ایسی خصوصیات جن کا احاطہ کرنا کسی کے لئے ممکن نہیں، سے عبارت ہے تو اسی اسوۂ حسنہ پر اعلیٰ حضرت اور ان کے معتقدین، مریدین، متوسلین نے بھی عمل کیا۔ لہٰذا آپ کے یہاں تشدد پسندی، ناحق قتل و غارت گری، جذباتیت اور فرقہ واریت وغیرہ جیسی تباہ کن تعلیمات نہیں پائی جاتیں یہ بات ہم نہیں کہہ رہے بلکہ ۱۱ر ستمبر ۲۰۰۱ء کے افسوس ناک حادثہ کے بعد جو تحقیقات عالمی سطح پر ہوئیں اور جن کے نتیجہ میں پاکستان میں بے شمار تنظیموں پر حکومت پابندی لگانے پر مجبور ہوئی ان میں سے ایک تنظیم کا تعلق بھی مسلک اعلیٰ حضرت اور ان کے پیروکاروں سے نہیں ہے۔

متذکرہ حقائق کی روشنی میں تمام غیر جانبدار حلقے اس بات کی تردید نہیں کر سکتے کہ مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کا کام جو نہ صرف ادارہ ھٰذا پچھلے چوبیس سال سے اور بے شمار دیگر تنظمیں اور مقتدر علماء کرام اہلسنّت ایک عرصے سے انجام دے رہے ہیں وہ نہ صرف ملک میں امن و آشتی کی قوتوں کے ہاتھ مضبوط کرنے میں معاون و مددگار ثابت ہوا ہے بلکہ بین الاقوامی طور پر پاکستان کے لئے نیک نامی اور سہولیات پیدا کرنے کا باعث بھی بنا ہے۔ یہ تاریخی حقائق ہیں اور ہم غلامانِ مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے سچے عاشق رسول مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین معتقدین اور مخلصین اس پر بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔

قارئین کرام! کوئی تاریخی حقائق کو لاکھ مسخ کرنے کی کوشش کرے لیکن غیر جانبدار سیاسی مبصرین نے ٹھوس دلائل سے ثابت کیا ہے کہ تحریک پاکستان اور قیام پاکستان میں اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی اور ان کے رفقاء ہی کا اہم کردار تھا۔ لہٰذا جن بزرگوں، معتقدین اور لاکھوں مسلمانوں کی بیش بہا قربانیوں کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ ملک عطا کیا وہ لوگ اس بات کو کیسے برداشت کرلیں گے کہ ملک میں عدمِ استحکام ہو بلکہ ان کی کوششوں کا محور یہ ہے کہ پاکستان میں امن و امان قائم رہے

تاکہ شریعت مصطفوی ﷺ کا بول بالا ہو اور غیر ملکی سرمایہ کاری زیادہ سے زیادہ ہو، روزگار کے مواقع پیدا ہوں، غربت کا خاتمہ ہو اور مملکتِ پاکستان صحیح معنوں میں وہ مقام حاصل کر سکے جو اس کے عوام کی دلی تمنا ہے۔

ایک اور حقیقت جس کی طرف ہم غیر جانبدار حلقوں کی توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت جیسی شخصیت جس نے دوسو سے زیادہ قدیم اور جدید علوم پر ایک ہزار تصانیف سپرد قلم کیں، تعجب خیز صورتحال یہ ہے کہ بعض دفعہ معروف محققین، کالم نگار حضرات، صحافی اور تجزیہ نگار حضرات بھی غالباً عدم واقفیت کی بنیاد پر امام احمد رضا خاں کا حوالہ دینے سے بھی گریز کر جاتے ہیں۔ جب کہ اوائلِ بیسوی صدی کے علماء کی صف میں امام احمد رضا کا بلند مقام ہے۔

مندرجہ بالا ناقابلِ تردید حقائق کی روشنی میں ہم سمجھتے ہیں کہ ادارۂ ھٰذا، اہلسنّت کے مقتدر علمائے کرام، مشائخ عظام اور بیشمار تحقیقی ادارے امام احمد رضا خاں کے مسلک کی ترویج و اشاعت کا جو فریضہ انجام دے رہے ہیں وہ نہ صرف ایک طرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان اور ارشادات کو مسلمانِ عالم تک پہنچا رہے ہیں بلکہ دینِ اسلام کی حقیقی روح اور تعلیمات کو بین الاقوامی طور پر اجاگر بھی کر رہے ہیں اور یہ کام ان شاء اللہ تعالیٰ تا ابد جاری و ساری رہے گا۔

اب ہم ادارے کی کارکردگی کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہیں گے۔ قارئین کرام! بحمدللہ سن ۲۰۰۵ء میں ادارہ کے قیام کا بچیسواں سال ''سلور جوبلی'' ہوگا۔ اس سلسلے میں ہم کچھ بیرونی ملکوں کے ریسرچ اسکالروں سے بھی رابطہ کر رہے ہیں اور ساتھ ہی اعلیٰ حضرت پر پی۔ ایچ۔ ڈی کرنے والے حضرات جن کی تعداد ملکی اور غیر ملکی سطح پر اب تک فراہم کردہ معلومات کی بنیاد پر ۱۵ رہے ''گولڈ مڈل'' اور دیگر اعزازات بھی ان کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔ ان محققین کی فہرست زیرِ نظر مجلّے میں بھی پیش کی جارہی ہے۔ زیرِ تکمیل پی۔ ایچ۔ ڈی کے مقالات اور ایم فل مکمل کرنے والے حضرات گرامی کی ایک طویل فہرست ہے جو ہم ان شاء اللہ اگلی کانفرنس کے موقع پر پیش کریں گے۔ سلور جوبلی پروگرام کو خوب سے خوب تر بنانے کے لئے ہم آپ کی تجاویز کیلئے درخواست گزار ہیں جو ہمیں آپ جلد از جلد ارسال فرمادیں۔

اس کانفرنس کے موقع پر حسبِ سابق اردو معارف رضا کی خصوصی اشاعت اور عربی اور انگلش میں معارف رضا کے علیحدہ ایڈیشن بھی پیش کیئے جارہے ہیں۔ مزید براں دو اور کتابیں بعنوان ''آئینۂ رضویات'' (حصہ چہارم)، جس کے مصنف ادارہ کے سرپرست اعلیٰ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب قبلہ اور ''علمِ صوتیات'' جو کہ ڈاکٹر محمد مالک صاحب کی ایک منفرد کاوش ہے بھی پیش کی جارہی ہیں۔

قارئین کرام ہم بالخصوص ایک ایسی کتاب پیش کرنے کی سعادت بھی حاصل کر رہے ہیں جو فنِ شاعری پر ایک دقیق ادبی

مقالہ ہے۔ فاضل مصنف علامہ عبدالستار ہمدانی مصروف برکاتی نوری (پوربندر، گجرات، انڈیا) نے اپنی کتاب ''فنِ شاعری اور حسان الھند'' میں شاعری کی مختلف اصناف اور مشہور شعراء کرام کے کلام کا جائزہ پیش کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت کا نعتیہ کلام نہ صرف یہ کہ عشق مصطفےٰ ﷺ سے سرشار ہے بلکہ آپ نے شعروسخن کی تمام ترفنون اور صنعتوں کا بااحسن استعمال کیا ہے۔

قارئین کرام ادارہ ھٰذا کی آج تک کی کامیابیاں اعلیٰ حضرت کا فیض کرم ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ ہم مسلک اہلسنّت کے مقتدر علمائے کرام، مشائخ عظام، دینی مدارس کے فاضل اساتذہ، محققین، ملکی و غیر ملکی تحقیقاتی اداروں اور دیگر مخلصین ومحبین کی معاونت، رہنمائی، پذیرائی اور سرپرستی کیلئے بھی شکرگزار ہیں۔ ہم بالخصوص اپنے ادارے کے سرپرست اعلیٰ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد قبلہ کی ہرقدم پر رہنمائی کیلئے بھی دل کی گہرائیوں سے ممنون ہیں۔

ہرچند کے ادارے کی مجلس عاملہ کے کارکن بے لوث طریقہ پر ایک طویل عرصے سے بغیر کسی ستائش کے خدمتِ مسلکِ اعلیٰ حضرت میں مصروف ہیں اور ان میں سے کوئی بھی ذاتی نمود ونمائش کا متمنی کبھی نہیں رہا لیکن پھر بھی راقم بحیثیت فنانس سیکریٹری آج پہلی مرتبہ ادارہ کے صدر صاحبزادہ سید وجاھت رسول قادری صاحب کی خدمات کا تذکرہ کرنا ضروری سمجھتا ہے۔ یہ نہ صرف ناچیز کی ذاتی خواہش ہے بلکہ اس اعتراف حقیقت میں میرے ساتھ ادارے کے دوسرے رفقاء بھی شامل ہیں۔ حضرات گرامی! وجاھت صاحب دراصل ادارے کے روح ورواں ہیں اور دامے، درمے، سخنے، کی جیتی جاگتی تصویر ہیں۔ پچھلے پچیس سال سے آپ کے شب وروز مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت سے معمور ہیں۔ ہرچند کے پچھلے چند سال سے آپ کی صحت خراب رہی ہے لیکن جذبۂ عشق انہیں چین سے نہیں بیٹھنے دیتا۔ مالی معاملات، معارف رضا کی ماہانہ اشاعت کا تسلسل، ملکی و بیرونی رابطے، پاکستانی اور بیرونی ممالک کے مہمانانِ گرامی کی خدمت، غرض کے ہر معاملے میں وہ پیش پیش رہتے ہیں۔ حضراتِ گرامی! ہماری آپ سے بالخصوص درخواست ہے کہ ان کی درازیٔ عمر اور صحت وعافیت کیلئے آپ اپنی خصوصی دعاؤں میں انہیں یادرکھیں۔

ناسپاسی ہوگی اگر ہم اپنے محبین بالخصوص حاجی نثار احمد، رفیق احمد برکاتی، حاجی جاوید حبیب، حاجی زبیر حبیب اور حاجی حنیف جانو کا تذکرہ نہ کریں اس لئے کہ ادارے کے مالی معاملات ان کے تعاون اور حوصلہ افزائی کے مرہون منت ہیں۔

ادارہ کے کارکنان محمد فرحان قادری، سید محمد خالد قادری، شیخ زیشان احمد قادری اور مولانا جمیل احمد بھی ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں جن کی شب وروز پرخلوص محنت ادارے کی کامیابیوں میں برابر کی حصہ دار ہے۔ ہم فاضل نوجوان مولانا ندیم احمد اختر القادری کے بھی ممنون ہیں کہ انہوں نے اپنی مشغولیات سے وقت نکال کر مضامین کی تصحیح میں معاونت فرمائی۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ ان تمام احباب اور دیگر معاونین حضرات کی خدمات کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین، بجاہِ سید المرسلین ﷺ

قومی سوچ اپنائیے
پاکستانی مصنوعات کو فروغ دیجیے
مشروبِ مشرق
رُوح افزا
سے ٹھنڈک، فرحت اور تازگی پائیے
ہر قیمت پر معیار
مشروبِ مشرق رُوح افزا اپنی بے مثل تاثیر، ذائقے اور ٹھنڈک و فرحت بخش
خصوصیات کی بدولت کروڑوں شائقین کا پسندیدہ مشروب ہے۔
راحتِ جاں رُوح افزا مشروبِ مشرق
مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔
آپ ہمدرد دوست ہیں۔ اعتماد کے ساتھ مصنوعات ہمدرد خریدتے ہیں۔ ہمارا منافع بین الاقوامی
شہرِ علم و حکمت کی تعمیر میں لگ رہا ہے۔ اس کی تعمیر میں آپ بھی شریک ہیں۔
ہمدرد کے متعلق مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے:
www.hamdard.com.pk
Adarts-HRA-4/2003
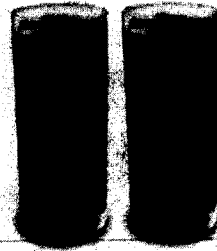
Government of Pakistan
Ministry of Petroleum & Natural Resources
A - Block, Pak. Secretariate
Islamabad.

Ph: Off: 9209145, 9210220, 9213180
Res: 2264668

Ehsan-ul-Haq
PRO to Minister for Petroleum & Natural Resources

اسلام آباد ۲۴ مارچ ۲۰۰۴ء

وفاقی وزیر پٹرولیم وقدرتی وسائل چوہدری نوریز شکور خان کا

امام احمد رضا کانفرنس **2004**ء کے موقع پر پیغام

مجھے یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی ہے کہ بین الاقوامی ادارہ تحقیقات امام احمد رضا برصغیر پاک و ہند کے 20,19 ویں صدی کے اسلامی فقہ کے عظیم ماہر اور سکالر شیخ الاسلام امام احمد رضا خان محدث بریلوی کی برسی کے موقع پر 24 ویں سالانہ احمد رضا کانفرنس منعقد کررہا ہے۔

''امام احمد رضا'' برصغیر پاک و ہند کے ان جید علماء میں سے تھے جنہوں نے نہ صرف اپنے دور میں بلکہ زمان ومکان کی حدود و قیود سے ماوراء ہوکر اسلامی زندگی کی ہمہ گیر روایات اور جدید دنیا کے تقاضوں کے نظر افروز اور دلکش رنگ وآہنگ کو سہارا دیا ہے بدلتی دنیا میں بدلتی اقدار کے سرعت مآب ماحول میں پرانے چراغ جلا کر تازہ روشنی مہیا کرنا اتنا آسان نہیں لیکن احمد رضا نے اپنی تخلیقات کے سہارے کم اور اپنے خلوص، جذبے، سچائی اور عشق رسول کے سہارے زیادہ کٹھن سے کٹھن منزلوں کو بڑی جرات اور بے باکی سے سرکرنے کا درس دیا۔ امام احمد رضا سچے عاشق رسول ﷺ تھے جنہوں نے اپنی ساری زندگی دین اسلام کے فروغ کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ منزلوں کی سچائی اور سفر کی صداقت نے ان کو زندگی میں اس معراج تک پہنچا دیا تھا۔ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ قرآن ''کنزالایمان'' درحقیقت ایمان کا ایک بیش بہا خزانہ اور ایک عظیم میراث اسلامی ہے۔ جس میں انہوں نے تمام معروف تفاسیر سے نہ صرف استفادہ کیا بلکہ منشاء الٰہی کی روح کو سامنے رکھ کر ترجمہ کیا۔

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم شخصیت کو خراج تحسین پیش کرنے اور ان کی دینی اور علمی خدمات سے عوام الناس خصوصاً اہل علم وفن کو روشناس کرانے میں ادارہ کی خدمات لائق تعریف ہیں جن کی آج بھی علمی وجاہت یونیورسٹیوں کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی ہے اور انکی تعلیمات سے امت مسلمہ تاحیات فیض یاب ہوتی رہے گی۔''

احسان الحق
PRO
وزیر پٹرولیم و معدنی وسائل
اسلام آباد

From: **DR.MUFTI MOHD MUKARRAM AHMAD**

امام احمد رضا کانفرنس

محسنِ اہلسنّت حضرت علامہ سید وجاہت رسول قادری مدظلہ العالی

سلام مسنون، مزاج گرامی

مورخہ ۸/مارچ ۲۰۰۴ء کا مکتوب موصول ہوا۔ یہ جان کر مسرت ہوئی کہ ادارہ کی طرف سے اس سال بھی اہتمام کے ساتھ ''امام احمد رضا کانفرنس'' کا انعقاد کیا جارہا ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد اور رسول مقبول سرورِ کائنات فخر موجودات امام الانبیاء سید المرسلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحاب وسلم پر مؤدبانہ درود وسلام کے بعد۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل نے مسلک اہلسنّت کی وہ عظیم الشان خدمات انجام دیں ہیں جن کا ذکر الفاظ میں کرنا مشکل ہے۔

امام اہلسنّت فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے ایک آیت تھے اور حضور ﷺ کے بے شمار معجزات میں سے ایک ممتاز معجزہ تھے جنھوں نے اپنی مختصر سی حیات میں کارہائے نمایاں انجام دیئے کہ دنیا نے آپ کو بلا اختلاف مذہب وملّت، مجدد دین و ملّت کے القاب سے یاد کیا۔ وہ نابغۂ عصر اور عظیم محدث وفقیہ تھے۔ رسول اکرم ﷺ کے عاشق صادق تھے۔ وہ شیخ الاسلام والمسلمین تھے۔ وہ بیک وقت مفسر و محدث وفقیہ تھے۔ علوم معقولہ اور منقولہ میں نہ صرف معاصرین علماء بلکہ کئی صدیوں کے علماء وفضلاء سے افضل تھے۔ وہ بہترین محقق وادیب تھے، وہ عربی، فارسی اور اردو شاعری ونثر نگاری میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ عربی زبان میں وہ اہلِ زبان سے زیادہ مہارت رکھنے والے اور عربی لغت کے حافظ وماہر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو دین وشریعت کی حفاظت وبقاء کیلئے جلوہ گر فرمایا۔ انہوں نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یادوں کو تازہ کر دیا۔ وہ صفِ اول کے فقہا کرام، محدثین عظام اور مفسرین باوقار کی جماعت کا ایک ہی رکن تھے۔ یوں اللہ تعالیٰ کے علم میں کسی کو دخل نہیں ہوسکتا لیکن امام احمد رضا کا ثانی پیدا ہوگا یا نہیں اس کے بارے میں کہنا بہت مشکل ہے۔ آج بھی بحمد للہ انکا فیض جاری ہے۔

ان پر آقائے دوجہاں نبی غیب داں مالک ومختار وبیکراں حضور سراپا نور ﷺ کا خاص کرم تھا۔ ان کو چشم سر سے آقا کی زیارت ہوئی اس کا بھی ثبوت ملتا ہے۔

مولوی سید شاہ جعفر میاں صاحب خطیب جامع مسجد کپورتھلہ نے اپنے والد صاحب کے عرس کے موقعہ پر اس واقعہ کو نہایت مؤثر انداز میں بیان کیا تھا کہ جب مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ دوسری مرتبہ زیارت نبوی ﷺ کے لئے مدینہ طیبہ میں حاضر ہوئے، شوق دیدار میں روضۂ شریفہ کے مواجہہ میں درود شریف پڑھتے رہے۔ یقین کیا کہ ضرور سرکار ابد قرار ﷺ عزت افزائی فرمائیں گے اور زیارت سے شرف فرمائیں گے۔ لیکن پہلی شب ایسا نہیں ہوا تو کچھ کبیدہ خاطر ہوکر ایک غزل لکھی جس کا مطلع یہ ہے ؂

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں　　　　تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

اس غزل کے مقطع میں اس کی طرف اشارہ کیا، فرماتے ہیں ؎

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا　　تجھ سے منگتے ہزار پھرتے ہیں

یہ غزل مواجہ شریف میں عرض کر کے انتظار میں مؤدب بیٹھے ہوئے تھے کہ قسمت جاگ اٹھی اور چشم سر سے بیداری میں زیارت حضور اقدس ﷺ سے مشرف ہوئے۔ (حیات اعلیٰ حضرت جلد اول صفحہ ۱۳۶، ۱۳۷ / مصنفہ ملک العلماء محمد ظفر الدین بہاری قدس سرۃ مطبوعہ مرکز اہلسنّت برکات رضا، پور بندر، گجرات، انڈیا)

(نوٹ اس کتاب میں مقطع میں دوسرے مصرعہ میں تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں، مذکور ہے)

آج دنیا کا بھی عجیب حال ہے۔ کوئی سر سید کا دل دادہ ہے تو کوئی غالب کا، کوئی علامہ اقبال کا عاشق ہے تو کوئی فانی اور موہانی کا۔ اپنا اپنا ذوق ہے لیکن ہر فن میں اور کسی بھی میدان میں امام احمد رضا کی امامت مسلّم ہے۔ محبوب سبحانی غوث صمدانی امام ربانی، مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فارقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ہاں اجمال ہے تو مجدد دین وملت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں تفصیل ہے۔ جس نے ان دو بزرگوں کا دامن تھام لیا اسے پھر کسی در کی احتیاج نہیں رہتی۔ حضرت مجدد الف ثانی امام العالم ہیں تو حضرت مجدد دین وملت امام الشرق والغرب ہیں۔ ان حضرات کی تصانیف مکتوبات اور ملفوظات میں دین و دنیا کی خزانے پنہاں ہے۔ آج ہم سب کو ان سے وابستہ ہونے اور ان کی عظمتوں کو دل میں رچانے بسانے کی ضرورت ہے۔ ان کی کرنوں سے فیض پانے والے ان کے مریدین اور خلفاء ان کے تلامذہ اور رفقاء آج ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کی سعادت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اہلسنّت کی عظیم خدمات کیلئے منتخب فرمایا۔ جو مرشد برحق موجودہ صدی کے مجدد مسعود ملّت حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نقشبندی مجددی مدظلہ العالی کی سرپرستی میں آج انٹرنیشنل سوسائٹی میں اپنا اثر ورسوخ قائم کر چکی ہے۔ ادارہ کی سعادت ہے کہ اسے روزِ اوّل سے ہی مخلص اکابر کی عنایات اور توجہات حاصل رہیں اور آج بھی آپ (علامہ سید وجاہت رسول قادری) کی نگرانی میں یہ ادارہ عرب وعجب کا منفرد اور ممتاز ادارہ ہے۔ اللھم زد فزد۔ آمین

سچ ہے نسبتوں کی بہار مسلّم ہے اگر صحیح معنوں میں بے لوث جذبہ کے ساتھ فی سبیل اللہ اولیاء اللہ سے نسبت اور رابطہ قائم ہو جائے تو پھر کامیابی میں پھر کوئی رکاوٹ آ ہی نہیں آ سکتی۔

آج کل یہ ناچیز اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی عربی ادبی خدمات پر ایک مبسوط مقالہ قلم بند کرنے نیں مشغول ہے اور ایک عربی مقالہ "العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ (دراسۃ تحلیلیۃ)" کے عنوان سے کمپیوٹر کے مراحل سے گزر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ میری اور سب کی خدمات کو قبول فرما کر دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین

یہ ناچیز اس مبارک ونورانی موقع پر کانفرنس کے سب ہی ذی وقار شرکاء کے جھرمٹ میں خود کو بھی خوش نصیب سمجھتا ہے۔ اگر خارجی موانع حائل نہ ہوتے تو اس میں شرکت میرے لئے عظیم سعادت ہوتی۔ اللہ تعالیٰ امام احمد رضا کانفرنس کو کامیاب فرمائے اور اس کا فیض جاری وساری فرمائے۔ آمین

والسلام مع الاکرام

اخوکم فی الدین

محمد مکرم احمد غفرلہ الاحد

ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد

نقشبندی، چشتی، قادری، سہروردی

شاہی امام وخطیب مسجد جامع فتحپوری، دہلی

Phones : 9211340
9212095

Wasim Akhtar

No. PS/ADV/LGKA&SD/ 2003

GOVERNMENT OF SINDH
ADVISOR TO CHIEF MINISTER SINDH
FOR LOCAL GOVERNMENT KATCHI
ABADIES & SPATIAL DEVELOPMENT

Karachi, dated the 14/01 2004.

پیغام

یہ بات قابل صد افتخار ہے کہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل پاکستان شیخ الاسلام امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی شخصیت کو خراج تحسین پیش کرنے اور ان کی دینی ملی اور علمی خدمات سے عوام الناس خصوصاً اہل علم وفن کو روشناس کرانے کیلئے اپنی شاندار روایت کے مطابق ہر سال کی طرح امسال بھی "انٹرنیشنل کانفرنس" منعقد کر رہا ہے۔

برصغیر پاک وہند کے عظیم مفکر علامہ مولانا احمد رضا خاں جو بلند پایہ عالم دین اور صاحب شریعت وطریقت ہیں ان کے فضائل کا بیان چند لفظوں میں ناممکن ہے۔ آپ نے ہمیشہ دینِ اسلام کی حقانیت وصداقت کی تبلیغ کی اور اپنی ایک ہزار سے زائد گراں قدر تصانیف کے ذریعے ملّتِ اسلامیہ کی رہنمائی کی جن سے پوری ملّتِ اسلامیہ تاابد مستفید ہوتی رہے گی۔

ان کا فتاویٰ رضویہ گزشتہ صدی کی اہم ترین تصنیف ہے جو فقہی وشرعی علوم پر ان کی کامل دسترس کا ثبوت ہے۔ حضرت علامہ اقبال نے فتاویٰ رضویہ کو فقہی علوم کا بے بہا خزینہ قرار دیا ہے جو ان کی اجتہادی بصیرت کا آئینہ دار ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی کا شمار ان عظیم شخصیات میں ہوتا ہے جنہوں نے برصغیر میں اسلام کی نشاط ثانیہ میں تاریخی کردار ادا کیا۔ انہوں نے ایک ایسے دور میں آنکھ کھولی جب برصغیر میں مغلیہ سلطنت زوال پذیر تھی اور مسلم معاشرہ تباہ برباد ہو چکا تھا۔ ان حالات میں وہ ناموسِ رسالت کے تحفظ کیلئے میدانِ کارزار میں اترے اور اپنی تصانیف، تقریر اور حسنِ اخلاق و درسِ محبتِ رسول کے ذریعے اسلامی تعلیمات کی تبلیغ واشاعت کا اہتمام کیا جو ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔

آپ نے عشق رسول اور محبت رسول ﷺ کا درس اور پیغام دیا ہے اور یہی علامہ محمد اقبال علیہ الرحمہ کا پیغام ہے ؎

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نا مکمل ہے

آج کے حالات ہم سے بھرپور تقاضا کرتے ہیں کہ ہم اپنی برگزیدہ ہستیوں اور قوم کے محسنوں کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے اپنے ملک عظیم پاکستان کے استحکام اور ملت اسلامیہ کے اتحاد کیلئے ہر طرح کے فروعی اور گروہی اختلافات کو بھلا کر کام کریں اور اسلام دشمن قوتوں کے ناپاک عزائم کا ہمیشہ ہمیشہ کیلئے خاک میں ملا دیں۔ ہماری دعا ہے کہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا اپنی ان کاوشوں کے ذریعہ آپس میں اتفاق، اتحاد اور باہمی اعتماد کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کر سکے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

Phones : Off : 021 - 9211304
021 - 9212084
Fax : 021 - 9211567

Muhammad Naeem Ishtiaque

MINISTER HEALTH
GOVERNMENT OF SINDH
Room No. 712, 7th Floor
Sindh Secretariat Building No. 1, Karachi

NO. MIN/HEALTH/200 .

Karachi, dated the 14/04 **2004**

پیغام

مجھے یہ جان کر مسرت ہوئی ہے کہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے زیر اہتمام "امام احمد رضا کانفرنس" منعقد ہو رہی ہے۔ مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی بر صغیر کی ایک ممتاز معروف و مقتدر شخصیت تھے جنہوں نے اپنی زندگی دین اسلام کے فروغ کے لئے وقف کر رکھی تھی ۔ انہوں نے اپنی گفتار ،کردار اور تقریباً ایک ہزار سے زائد کتب کے ذریعے یہ فریضہ انجام دیا۔ امام احمد رضا کی شخصیت کے دو روشن پہلو ہیں۔ایک ان کا علم ہے دوسرا ان کا تصور عشق،آپ نے لاکھوں فرزندان توحید کے دلوں میں عشق حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی ایسی شمعیں فروزاں کیں جو آج تک قریہ قریہ کوچے کوچے میں کرنیں بکھیر رہی ہیں۔خاص کر ان کا سلام

"مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام"

بچے بچے کی زبان پر ہے۔ گویا عشق رسول ﷺ ان کا طرہ امتیاز ہے، آپ کا ایک عظیم کارنامہ اسلام دشمن قوتوں سے نجات کی راہ کی طرف رہنمائی اور رہبری اور قومی نظریہ کی تبلیغ ہے۔بر صغیر میں مسلم اقدار کے تحفظ، مسلمانوں میں دینی تعلیم کے فروغ، سماجی شعور کی ترویج اور مسلمانوں کے جداگانہ سیاسی تشخص کے تحفظ کیلئے آپ کی خدمات جلیلہ سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہیں۔

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے سرپرست، صدر و اراکین قابل ستائش ہیں کہ انہوں نے ہر سال امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد کر کے تاریک راہوں پر چراغ جلا رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے میں امت مسلمہ کی تمام خطاؤں کو معاف فرما کر اسے پھر سے عشق مصطفی کا سچا اور پکا داعی بنا کر دین و دنیا میں سرخرو کرے اور اس طرح کی کانفرنس کا انعقاد مسلمانوں کے درمیان اتحاد و برکت کا باعث بنے۔

آمین ثم آمین، بجا سید المرسلین ﷺ

محمد نعیم اشتیاق

Phones : Off : 9211907
9211909
Fax : 9212008

Irfanullah Khan Marwat

**MINISTER FOR
EDUCATION & LITERACY
GOVERNMENT OF SINDH**

Karachi, dated the ——————200

MESSAGE

I am pleased to learn that Idara-e-Tahqeeqat-e-Imam Ahmad Raza is holding Imam Ahmed Raza Conference to pay tribute to the great Muslim scholar. Alahazrat Imam Ahmad Raza Khan Bereilwi (May Allah rest his soul in eternal peace) was a theologian, but like many other genius, he demonstrated his proficiency in a number of disciplines of human knowledge.

Though he was a theologian, jurist, scientist, mathematician, politician and poet, but he also showed his excellence in the sphere of education. He was founder of a Darul-Uloom named, "Darul Ulum Manzar-e-Islam", in Bereilly, which rendered its services for spiritual and educational development of the Muslims of Subcontinent. He defined his aims of education as to include in students the Obedience to Allah Almighty and love for Prophet Sallallaho Alaih-e-Wasallam, the sprit of National identity, and to acquire education for the sake of knowledge and welfare of the Muslims.

While studying his life and achievements, I observed that Imam Ahmad Raza as an Islamic educationist, felt much concerned about the intellectual development and education of the Muslim youth of his times. That is why, Islamic subjects as well as modern subjects such as Geography, Mathematics, Physics, Astrology etc. were taught in Darul Ulum Bereilly.

His thoughts are highly relevant in the present day context, when the Government and the society are up against the sectarianism and related terrorism. Imam Ahmad Raza Conference being held at this juncture must play its due role in the promotion of peace and love among Pakistanis and Muslims.

(IRFANULLAH KHAN MARWAT)

March, 2004

VICE CHANCELLOR

Ref. No. HU/VC/2004/
Tuesday, March 30, 2004

Syed Wajahat Rasool Qadri
President
Idara-i-Tahqeeqat-e-Imam Ahmed Raza International
25, Japan Mansion
Regal Chowk, Karachi

Message

I congratulate you on holding the Annual Imam Raza Conferences regularly for a number of years.

The forthcoming Annual Conference in April 2004 will be commemorating 85th death anniversary of not only a great religious scholar but also a well acknowledged authority on Islamic jurisprudence – Imam Ahmed Raza Mohaddis Brelvi. It is the need of the hour to inculcate in the minds of our your generation the value of the great work which Imam Ahmed Raza Khan has done for us all. Imam Ahmed Raza's services to the political struggle of the Muslims of the sub-continent also render him as one of the most important religious scholars of the second half of the 19th and early 20th century.

I wish you and your team success to make this occasion a memorable one.

Sincerely yours,

Prof. Dr. M. Iqbal Qureshi

Madinat-al-Hikmah, Sharea Madinat al Hikmah, Muhammad Bin Qasim Avenue, Karachi-74600, Pakistan.
Phones : (9221) 6350574, 6996001, 6996002 Fax: (9221) 6350574, 6996002
E-mail : huvc@hamdard.net.pk Website : www.hamdard.edu

Phone: 9243220
9243131-7/2394

FACULTY OF ISLAMIC STUDIES

UNIVERSITY OF KARACHI
KAR.-75270

DEAN
PROF.DR.ABDUL RASHID

Dated March 25,04

Message

I feel pleasure to know that Idara-I-Tahqeeqat-e-Imam Ahmad Raza international is organizing the 24th annual Imam Ahmad Raza conference on the occasion of 85th death anniversary of Imam Ahmad Raza.

Among the eminent personalities of South Asia (who lived in the 20th century) Imam Ahmad Raza was noted for his scholarship, love of Holy Prophet and command of Islamic Law. If our present and future generations are to develop a love for the Holy Prophet, then it is vital that the teachings of Imam Ahmad Raza should be widely known.

The proposed conference is an important slip in the direction. I congratulate the Patron-in-chief, President and General Secretary of the Idara Tehqiqat Imam Raza. I pray for the success of this important mission.

A. Rashid
(Abdul Rashid)

Syed Wajahat Rasool Qadri
President
Idara-I-Tahqeeqat-e-Imam Ahmad Raza
International

e.mail: dfis@ku.edu.pk
Http: //www.ku.edu.pk
Http: //www.fisku.edu.pk

Prof. Dr. Abu Zar Wajidi,
LL.B, FICM.
Dean, Faculty of Arts

University of Karachi
Karachi-75270

پیام مسرت

یہ امر باعث تسکین قلب و راحت جان ہے کہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل امسال بھی مجدد دین و ملت حضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز کے انتہائی بیش قیمت علمی و تحقیقی جواہر پاروں سے عصر حاضر کے جویائے علم و دانش کے اذہان کو منور اور قلوب کو مجلی کرنے کے لیے امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز انٹرنیشنل کانفرنس کا انعقاد کر رہا ہے۔

امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز کی شخصیت باران علم کا وہ برستا بادل تھا جس نے اپنے علوم کی بارش سے عالم اسلام ہی کو نہیں بلکہ عالم انسانیت کو سیراب کر دیا اور بیابان جہل کو چمن زار علم میں بدل دیا۔

اس لیے یہ بات بلاخوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ:

نبی کریم ﷺ کے معجزات علمی میں سے ایک معجزہ حضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز ہیں

اور اس کے شواہد ان کی حیرت انگیز شان جامعیت علمی سے عیاں ہیں کہ وہ فتاوی رضویہ میں جب قرآن مجید کے احکام شرعیہ سے استنباط احکام کرتے ہیں تو امام ابوبکر جصاص رحمت اللہ علیہ اور امام طحاوی رحمت اللہ علیہ نظر آتے ہیں اور جب وہ احادیث پر کلام کرتے ہیں تو امام بیہقی رحمت اللہ علیہ اور امام عینی رحمت اللہ علیہ کی صف میں نظر آتے ہیں۔

جب فقہ پر قلم اٹھاتے ہیں تو وہ شبیہہ امام ابوحنیفہ رحمت اللہ علیہ دکھائی دیتے ہیں علم الکلام میں امام اشعری رحمت اللہ علیہ اور امام ماتریدی رحمت اللہ علیہ کے شانہ بشانہ ہیں اور فلسفہ میں امام رازی رحمت اللہ علیہ اور امام غزالی رحمت اللہ علیہ کے ہمسر ہیں۔

تصوف میں جلوہ دست قدرت سرکار غوثیت مآب رحمت اللہ علیہ کے عکس بے مثال ہیں اور جب یہ مجدد علوم اسلامیہ نعت و مدحت ختم المرسلین ﷺ کے میدان ادب و احتیاط میں اترتا ہے تو شہپر جبرئیل علیہ السلام کے قلم سے ادب حسان رضی اللہ تعالی عنہ کا دامن تھام کر سوز بلالی اور عشق اویسی اور درد رومی و جامی کو اشعار میں سمو کر اردو ادب کے خالی دامن کو عشق رسول ﷺ کے جواہرات سے مالا مال کر دیتا ہے۔

امام احمد رضا خان نور اللہ ضریحہ کی بے مثل خدمات کے اجمالی تعارف کے بعد میں اس حقیقت کی طرف توجہات محققین مبذول کروانا اپنا فرض اولین سمجھتا ہوں کہ امام احمد رضا خان رحمت اللہ علیہ نے اسلامی سیاسی افکار اور اسلامی نظمیات عامہ میں بھی احکام شرعیہ کے استنباط کا ایک مربوط نظام دیا ہے جو آج کی جدید اسلامی ریاست کی اساسیات کی حیثیت رکھتا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ محققین معارف رضا رحمت اللہ علیہ اس پہلو کی طرف متوجہ ہوں اور افکار رضا کو جدید علوم سیاسیات و نظمیات عامہ کے منہج پر مرتب کر کے ان علوم کو تا قیامت دامن رضا سے وابستہ کر دیں اور میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ بلا ریب یہ خدمات بطریق احسن صرف ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کے صدر محترم اور اراکین کرم ہی سرانجام دے سکتے ہیں۔

میری رب کائنات سے عاجزانہ التجا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے وسیلے سے وہ ادارے کی تمام جدوجہد کو شرف قبولیت بخشے اور مجدد زمانۂ حاضرہ کے فیضان علوم نبویہ ﷺ کو اطراف و اکناف عالم میں نشر و اشاعت کے لیے توفیق سعید و اجر عظیم عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین بجاہ نبی الامین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

محمد ابوذر واجدی

پروفیسر ڈاکٹر ابوذر واجدی
رئیس، کلیہ فنون،
جامعہ کراچی۔

Phone: 9243171, 9243131- 37/2260, Fax No. 9243171, E-mail: abuzar_wajidi@yahoo , Res: 9243972
University of Karachi, Karachi-75270

Phone: 9243131-60/2267

DEPARTMENT OF EDUCATION
UNIVERSITY OF KARACHI

UNIVERSITY ROAD
KARACHI-75270

Message

Quranic injunctions and sayings of the Holy Prophet (P.B.a) are the two sources of spiritual that guidance. They are the only sources to enlighten our spirit from mundane impurities.

World recognizes the contribution of those people who spent their lives to spread the message of Islam all over the world. **Imam Raza Khan Brevli** stands at top of the list. He was the person to uplift the Islamic preaching by his continuous struggle and true endeavours.

Muarif –e-Raza is the book that will help the readers to acquaint themselves about the real contribution of Imam Raza towards the cause of Islam It is widely believed that this book will prove baconlight enlightening the true spirit of Islam. In this regard the efforts taken by ________________ are hoped to bear the fruit and will prove a step to revolution of this unbalanced society

Ghulam Rasool Memon
CHAIRMAN
Department of Education
University of Karachi.

Phone # :9243131-7
Ext. 2326
Mobile: 0300-8270253
E-mail. manzooruddina@yahoo.com

DR. I.H. QURESHI CHAIR

University of Karachi
Karachi-75270

Prof. Dr. Manzooruddin Ahmed

Dated: ۳۰ اپریل ۲۰۰۷ء

پیغام

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (انٹرنیشنل) کراچی کی جانب سے ۱۷ اپریل ۲۰۰۷ء کو منعقد ہونے والی امام احمد رضا کانفرنس میں شرکت کا دعوت نامہ موصول ہوا۔ جس کے لیے بیحد شکر گزار ہوں۔ ساتھ ہی ملک عزیز میں غیر موجودگی کے باعث اس مقدس تقریب میں شرکت نہ کرنے پر معذرت خواہ ہوں اور دل کی گہرائیوں سے کانفرنس کی کامیابی کے لیے دعاگو ہوں۔

امام احمد رضا خان بریلوی عالمِ اسلام کی ایک نابغۂ روزگار شخصیت تھے جو بیک وقت مصلح، مجدد اور مجتہد تھے۔ آپ کی دینی اور عصری علوم پر گرفت کا اعتراف مسلم و غیر مسلم تمام مؤرخین نے کیا ہے۔ آپ کی شخصیت کا بنیادی مقصد خدا شناسی اور رسول شناسی تھا جدید علوم کے بھی ماہر ہو گئے تھے ساٹھ سے زائد علوم و فنون پر سینکڑوں کتب و رسائل اس پر شاہد ہیں۔

انیسویں صدی کے آخر کا منظر کا وہ دور تھا جب ہندوؤں نے راگ الاپا کہ ہندوستان دارالحرب ہے مسلمان یہاں سے ہجرت کر جائیں اور ساتھ ہی ذبیحہ گاؤ کو ممنوع قرار دینے کا بھی مطالبہ کر دیا جس کی تائید علماء سو اور مشائخ خام نے کی۔ آپ نے بڑی جرأت و دلیری سے اپنے فتوؤں کے ذریعے مذکورہ مطالبات کو رد کیا نیز تحریکِ خلافت، تحریک ترک موالات، تحریک ہجرت، نیچریت اور قادیانیت کا قلع قمع کیا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر امام احمد رضا کے رفقاء، خلفاء اور متبعین تحریکِ پاکستان میں حصہ لیتے تو یہ تحریک کبھی کامیاب نہیں ہوتی۔ ہمارا اوّلین فریضہ ہے کہ تمام تعصبات سے بالاتر ہو کر اس عظیم المرتبت مفکر کے افکار و نظریات کی روشنی میں انفرادی و اجتماعی طور پر اپنی علمی، روحانی اور عملی حیات کی تعمیر کریں۔

ناچیز منظور الدین احمد
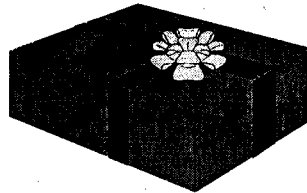
Estd: 23 March 1940

Daily
Nawa-i-Waqt

Nipco House, 4-Shara-i-Fatima Jinnah, Lahore-54000 (Pakistan)
Phones: 6302050, 6367551 to 54, UAN: 111 222 007
Fax: (042) 6367583, Grams: NAWAAGENCY Lahore. P.O. Box 2059

روزنامہ
نوائے وقت

امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ قومی کانفرنس کے موقع پر پیغام

حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ برصغیر پاک و ہند کی ایک جامع الصفات شخصیت تھے۔ بلند پایہ عالم دین، صاحب شریعت و طریقت، ایک ہزار سے زائد بلند پایہ اور گرانقدر تصانیف کے خالق، الغرض قدیم و جدید علوم کا کوئی پہلو ایسا نہ تھا جس پر آپ کو دسترس حاصل نہ ہو۔ ان کا فتاویٰ رضویہ گزشتہ صدی کی اہم ترین تصنیف ہے جو فاضل بریلوی کی مجتہدانہ شان کا آئینہ دار ہے۔ آپ کا ایک اور عظیم کارنامہ انگریز اور ہندوؤں جیسی اسلام دشمن اقوام سے نجات کی راہ کی طرف رہنمائی اور دو قومی نظریہ کی تبلیغ و اشاعت ہے۔

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ، آپ کی شخصیت اور سنہری کارناموں کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے امسال بھی ایک بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد کر رہا ہے جو ایک مبارک کام ہے۔ ملت اسلامیہ آج جس ابتلا کا شکار ہے اور امام احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات عالیہ کو عوامی سطح پر نہایت شدومد کے ساتھ متعارف کرانے کے لئے اقدامات کئے جائیں تاکہ اسلامیان پاکستان، تاریخ اسلام کی اس عظیم شخصیت کی تعلیمات کی روشنی میں اپنے لئے سیدھی اور سچی راہوں کے تعین میں کامیاب ہوسکیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ادارہ تحقیقات احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ کے جملہ احباب کو اس نیک کام کی بطریق احسن انجام دہی کی توفیق عطا فرمائے!

(مجید نظامی)

مدیر

A PUBLICATION OF NIDA-I-MILLAT (PVT) LIMITED

Pakistan's premier independent and most influential national daily published simultaneously from Lahore, Karachi, Islamabad and Multan

Karachi
Block No.1, Phase-5, Khayaban-e-Shamsher, DHA,
Phones: 5843720-23, UAN: 111 222 007
Tlx: 21191 Fax: 5854325

Multan
63-Abdali Road,
Phones: 545571-74 UAN: 111 222 007
Tlx: 42475 Fax: 580858-580958

Islamabad
7-Mauve Area, Zero Point,
Phones: 2202641-44 UAN: 111 222 007
Tlx: 54169, Fax: 2202645-46

Alah Hazrat Conference

Dr. Syed Irshad Ahmed Al-Bukhari, Dinajpur, Bangladesh.

আলহামদু লিল্লাহি রাব্বিল আলামীন ওয়াস সালাতু ওয়াস সালামু আলা রাসূলিহিল কারীম। রসূলে আকরাম, রহমাতুল্লিল আলামীন, খাতিমুন নাবিয়্যীন সাল্লাল্লাহু আলাইহি ওয়াসাল্লাম এর আগমনের [illegible] দ্বীনের [illegible] এবং দ্বীন [illegible] জন্য যেসব ব্যক্তিত্বকে আল্লাহ্ কর্তৃক নির্বাচিত করা হয়েছে। তন্মধ্যে আ'লা হযরত ইমাম আহমদ রেজা খান রহমাতুল্লাহি আলাইহি অন্যতম। তাঁর আবির্ভাবকালে ইসলামের বিরুদ্ধে বিভিন্ন ধরণের ষড়যন্ত্র চলছিল। একদিকে ইসলামের চিরশত্রু ইয়াহুদী-খৃষ্টান। অন্যদিকে মুনাফিক মুসলমান ইসলামের বিরুদ্ধে কাজ করতে লাগল। ইসলামের সেই যুগসন্ধিক্ষণে আল্লাহ্ তা'য়ালা ভারত তথা এশিয়া মহাদেশে প্রেরণ করেন আ'লা হযরত শাহ্ আহমদ রেজা বেরলভী রহমাতুল্লাহি আলাইহিকে। তাঁকে আল্লাহ্ পাক ইসলামের তথা সুন্নিয়াতের সংস্কারক হিসেবে পৃথিবীর প্রচলিত সকল প্রকারের জ্ঞান-গরিমা দিয়ে কুদরতী সাহায্য করেছেন। সকল সমস্যা-সমাধানের জন্য তিনিই কেন্দ্রবিন্দুতে পরিণত পরিণত হন। পৃথিবীর বিভিন্ন প্রান্ত তাঁর নিকট সমস্যা সমাধানের ব্যাপারে আবেদন আনতে লাগল।

প্রিয় নবী রহমাতুল্লিল আলামীন সাল্লাল্লাহু আলাইহি ওয়াসাল্লাম'র প্রশংসায় বিশ্বে বিভিন্ন ভাষায় না'ত রচিত হয়েছে। কিন্তু সেসব না'তের মধ্যে ইমাম শরফুদ্দিন মুহাম্মদ বুসিরী (১২১২-১২৯৬ খ্রিঃ) এর আরবী ভাষায় রচিত 'কসিদা-ই-বুরদা'র মুসলিম বিশ্বের অগণিত পাঠক-শ্রোতা এবং কবি-সাহিত্যিকদের মনোযোগ আকর্ষণে সমর্থ হয়েছে। 'ক্বাসীদা-ই-বুরদা'র পর চতুর্দশ শতাব্দীর মুজাদ্দিদ আ'লা হযরত ইমাম আহমদ রেযা রহমাতুল্লাহি আলাইহি (১৮৫৬-১৯২১ খ্রিঃ) এর আরবী, উর্দূ ও ফার্সী ভাষায় রচিত না'তসমূহ উপমহাদেশের কবি-সাহিত্যিক ও পাঠক-শ্রোতাগণের এত মনোযোগ আকর্ষিত হয়েছে যে তা বলার অপেক্ষা রাখেনা । তাঁর না'ত সংকলন 'হাদায়েকে বখশীশ' উর্দূ সাহিত্যের এক অমূল্য সংযোজন। উর্দূ সাহিত্য সমালোচকদের মধ্যে ইমাম আহমদ রেযা রহমাতুল্লাহি আলাইহি উর্দূ নাত রচয়িতারূপে শীর্ষ মর্যাদায় অধিষ্ঠিত। তাঁর প্রতিটি না'তে হুজুর পাক সাল্লাল্লাহু আলাইহি ওয়াসাল্লাম এর যথাযথ মর্যাদা ও পরিচয় এবং রসূলপ্রেমের নিগূঢ় তত্ত্ব এবং সীরাতে রসূল বা রসূল চরিতের জীবন্ত প্রতিচ্ছবি ভেসে উঠেছে পরম হৃদয়াকুতি ও উদ্বেলতার সাথে। তাঁর না'ত কাব্যে বাগাড়ম্বর, লৌকিকতা ও কৃত্রিমতার কোনরূপ প্রশ্রয় নেই। বরং তাঁর বর্ণনা শৈলী শুরু থেকে শেষ পর্যন্ত একটি সমান্তরাল ও স্বতঃস্ফূর্ত গতিময়তা ও সাবলীলতা বিদ্যমান। আমি আশাকরি Idra-e-Tahqiqate Imam Ahmad Raza & Monthly Marif Raza International এর Chief Editor মুজাহিদে আহলে সুন্নত Hazratul Allahma Syed Wajahat Rasool Qadry যেভাবে সারা বিশ্ব ব্যাপী আ'লা হযরতকে পরিচিত করার অক্লান্ত পরিশ্রম করে যাচ্ছেন অতিশীঘ্রই সারা বিশ্বের মুসলমানরা আশেকে রাসূল আ'লা হযরত ইমাম আহমেদ রেজা রাহমাতুল্লাহি আলাইহি'র সম্পর্কে জানতে পারবে। মহান আল্লাহ তা'য়ালা মুজাহিদে আহলে সুন্নত Hazratul Allahma Syed Wajahat Rasool Qadry এর হায়াতকে দীর্ঘজীবি করুণ এবং সারা বিশ্বে তাঁকে ইসলামের খেদমত করার তৌফিক দান করুণ। আমীন।।

পরিশেষে, আগামী 15 April 2004 Alah Hazrat Conference সফলতা কামনা করি।

TO. SYED WAJAHAT RASOOL QADRY.

Phone # :9243131-7
Ext. 2326
Mobile: 0300-8270253
E-mail. manzooruddina@yahoo.com

DR. I.H. QURESHI CHAIR

University of Karachi
Karachi-75270

Dated: ۶/ مارچ ۲۰۰۶ء

حسبِ سابق امسال بھی ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (انٹرنیشنل) کراچی، امام احمد رضا کانفرنس کراچی مورخہ ۷ / اپریل ۲۰۰۶ء منعقد کر رہا ہے۔ ادارہ مذکور کے صدر محترم وجاہت رسول قادری، سیکریٹری جنرل ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب و دیگر اراکین قابلِ مبارکباد ہیں جو کئی برسوں سے اسلامی فکر کے داعی، مبلغِ اسلام، سچے عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، شیخ احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و نظریات کو ساری دنیا میں ترویج کر رہے ہیں جو فرضِ کفایہ بھی ہے۔ آپ کا سب سے بنیادی وصف حبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم و عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ علوم و فنون کے تمام دینی و دنیاوی علوم پر گرفت کا یہ عالم تھا کہ ایک ہزار سے زائد کتب و رسائل تحریر کیے۔ نیز اپنے رفقاء، خلفاء، مریدین و متبعین کا ورثہ بھی چھوڑا جنہوں نے نہ صرف تحریکِ آزادیٔ ہند بلکہ تحریکِ پاکستان میں سنی کانفرنس کی ایک کامیاب قیادت عملی اختیار کی جو تحریکِ پاکستان میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ پاکستان بننے کے بعد بھی انہوں نے تحریکِ ختمِ نبوت، تحریکِ نظامِ مصطفیٰ وغیرہ میں نمایاں کارہائے انجام دیے۔ بلاشبہ اگر آپ کے متبعین اس کلیدی محاذ کے لیے کوشاں نہ ہوتے تو پاکستان کا حصول ممکن نہ ہوتا۔

میدانِ تحقیق کے طالبِ علم کی حیثیت سے راقم ادارہ مذکور سے معاونت کا خواستگار ہے۔ جیسا کہ:
ماشاء اللہ دنیا کی کئی جامعات میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی کی زندگی کے کئی پہلوؤں پر تحقیق ہو رہی ہے۔ مگر تاحال اس صدی وقت کے سیاسی افکار پر کوئی تحقیقی مقالہ نظر سے نہیں گزرا۔ تحریکِ پاکستان کے حوالے سے امام احمد رضا کے سیاسی افکار و نظریات" ایک ایسا عنوان ہے جس پر کام کرنے سے آپ کی زندگی کے کئی گوشے نمایاں ہوں گے۔
دوسری درخواست یہ ہے کہ والا عملی خدمات (ادارہ مذکورہ کے حوالے سے) اگر کتابی شکل میں شائع کر دیا جائے تو طالبِ تحقیق کو بے حد مدد و آسانی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ادارہ امام احمد رضا کے منتظمین کو دنیا و آخرت کی نعمتیں نصیب فرمائے اور ہمیں بھی اس جلیل کردار کو نمایاں کرنے کی مزید توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

احقر العباد

(ڈاکٹر محمد یونس قادری)
محقق، مددگار
ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی چیئر۔ کراچی
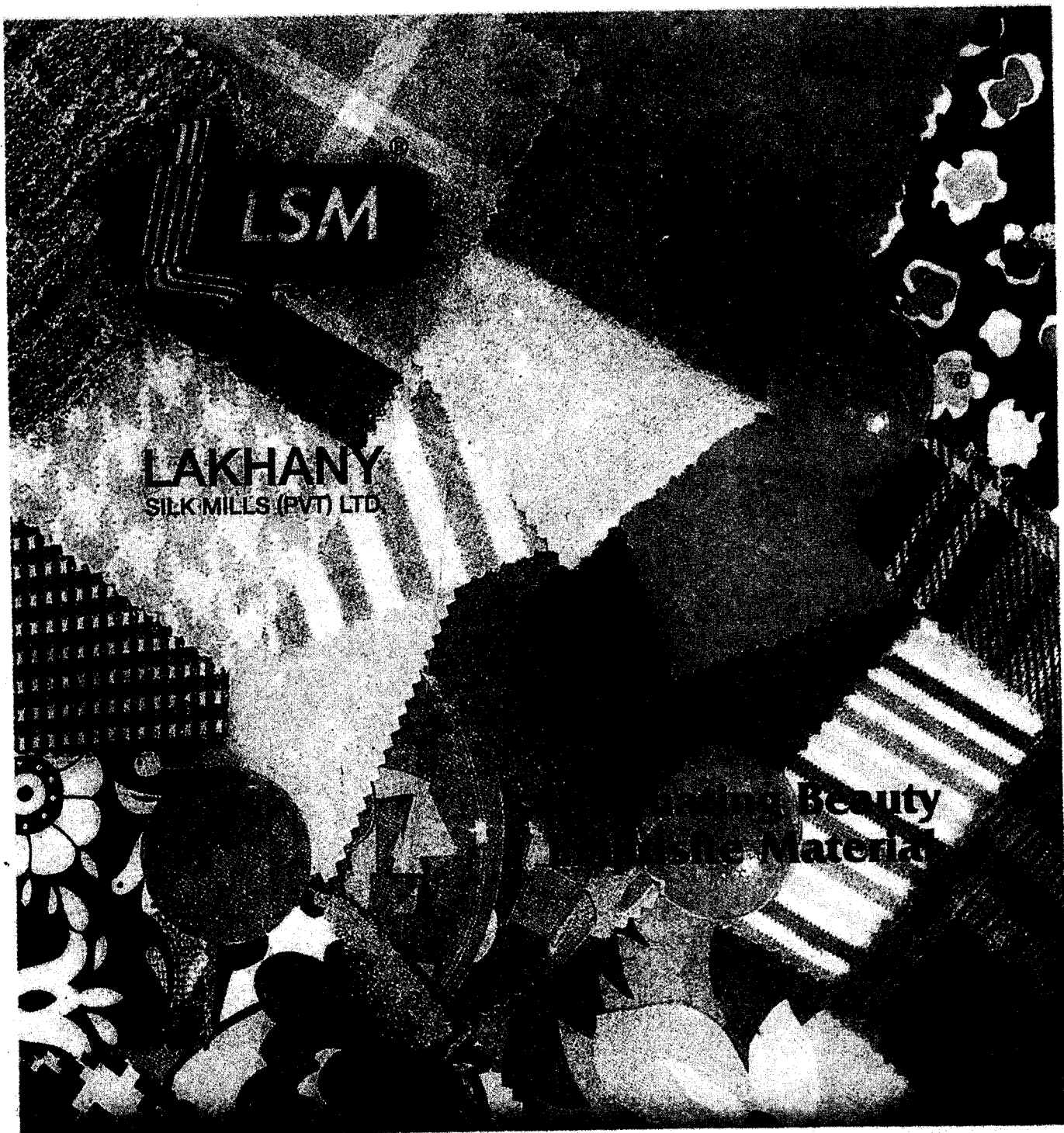
امام احمد رضا

بحیثیت امام فن حدیث

از: علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری علیہ الرحمہ

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک بے عدیل و بے مثل فقیہ اور بے شبیہ محدث تھے۔ آپ کی فقاہت مشہور آپ کا علم مسلّم۔ لیکن آپ کی شانِ حدیث دانی سے عام لوگ بہت کم واقف ہیں اگر آپ کی ذات پر اس حیثیت سے کوئی نگاہ ڈالے اور آپ کی تصانیف و تالیف وفتاویٰ کا مطالعہ بغور کرے تو فن حدیث پر عبور بلکہ اس صدی میں آپ کی امامت وجلالت روز روشن کی طرح عیاں وبیاں ہوجائے گی جہاں تک آپ کی سند کا متصل ہونا اور اس کا علو ہے، ہند کیا دیگر دیار وامصار میں بھی اس معاملہ میں آپ کا ثانی کوئی نہیں بلکہ باوجود اس قربت مکان واعلیٰ درجات کے آپ نے اپنے سے کمتر علماء سے بھی حدیث کی سند تیمناً وتبرکاً اور محدثین اکابر کی پیروی میں حاصل کی ہے۔

سند کے عالی ہونے کے متعلق خود اعلیٰ حضرت کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔ جب آپ مکہ شریف پہنچے تو فرماتے ہیں:

''میں نے خیال کیا کہ حدیث میں کسی کی سند میری سند سے عالی ہوتو مین ان سے سند لے کر علو حاصل کروں۔ مگر حفظہ تعالیٰ تمام علماء سے میری ہی سند عالی تھی'' (الملفوظ ۲۸، ج ۲)

اس ملفوظ میں مولانا سید (عبدالحیٔ) بن مولانا عبدالکبیر محدث مُلکِ مغرب کہ اس وقت تک ان کی چالیس کتابیں علوم حدیث و دینیہ میں مصر میں چھپ چکی ہیں، کا ذکر فرماتے ہیں کہ انہوں نے علوم حدیث کی اجازتیں فقیر سے طلب فرمائیں اور لکھوائیں۔ (الملفوظ، ص ۱۱، ج ۲)

پھر اسی میں ہے کہ محرم شریف میں نے تقریباً بخار ہی کی حالت میں گزارا۔ اسی حالت میں علماء کرام کو
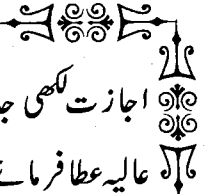
اجازت لکھی جاتیں مولانا صالح جمال کو اللہ تعالیٰ جنّات عالیہ عطا فرمائے بان فضل وکمال کہ میرے نزدیک مکہ معظمہ میں ان کے پایہ کا کوئی عالم نہ تھا۔ اس فقیر حقیر کے ساتھ غایت اعزاز بلکہ آداب کا برتاؤ رکھتے تھے بار بار اصرار کے ساتھ مجھ سے اجازت نامہ لکھوایا۔ جسے میں نے ادباً کئی روز تک ٹالا، جب مجبور فرمایا لکھ دیا۔ (الملفوظ، ص ۲۱، ص ۲)

اعلیٰ حضرت کے علم حدیث کی وسعت کا اگر مطالعہ کرنا ہے تو آپ کی دو کتابوں کو دیکھنے سے یہ بات واضح ہوگی حاجز البحرین اور منیر العین فی تقبیل الا بھامین اور اس کے علاوہ فتاویٰ رضویہ کے بالاستیعاب مطالعہ سے معلوم ہوگا۔ وسعت علم حدیث کا اندازہ اس طرح ہوگا کہ جس موضوعِ حدیث پر بھی قلم اٹھایا اسی باب مین اکثر حدیثوں کو ذکر فرمایا ور جس حدیث کا ذکر کیا اسی کی تمام روایتوں اور طرق و کتب کا احصاء فرمایا۔ جمع بین الصلاتین کے بارے میں اثباتِ مدعا کیلئے ۲۳ صحابہ سے (روایتیں) ذکر کیں پھر اس میں سے مثلاً حدیث عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایتیں دیکھئے:

بخاری، زہلی، اسماعیلی، نسائی، بسند آخر طحاوی، فقیہہ الامام محمد، ابوداؤد، نسائی ایضاً، بسند آخر اس کے بعد تمام صحابہ کرام کی روایتیں الگ الگ مع حوالہ کتب نقل فرمائیں اور اسی درمیان میں نذیر حسین محدث دہلوی نے جو غیر مقلدوں کے بڑے محدث اور اپنے زعم میں مجتہد بنتے تھے ان کے اعتراضات اور سند پر اعتراضات کو اس طرح سے رد کیا کہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے اور ساتھ ہی علم حدیث اور تاریخ علمِ رجال سے بے خبری اور فقہ اور معتمد روایات کی تخریج اور پھر اس جرح پر عدمِ فہمِ مصطلحاتِ محدثین کے امثلہ دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں مثلاً ایک راوی محمد بن فضیل ہیں۔ نذیر حسین نے کلام کیا کہ یہ ضعیف اور رافضی ہیں۔ اس تقریر پر اعتراضات ملاحظہ ہوں:

۱............ یہ محمد بن فضیل بخاری ومسلم کے راوی بھی ہیں اگر یہ رافضی وضعیف ہوں تو امام بخاری اور امام مسلم کی کتابیں بھی ضعیف ہوں گی۔

۲............ ابن معین نے محمد ابن فضیل کو ثقہ کہا ہے۔ امام احمد نے حسن الحدیث کہا نسائی نے لاباس بہ، امام احمد نے خود ان سے روایت کی۔ نیز ان میں ان کے بارے میں کوئی جرح مفسر ذکر نہ کر سکے۔

۳............ ان کے رافضی ہونے پر نذیر حسین نے رمی بالتشیع سے استدلال کیا ہے۔ اس پر اعلیٰ حضرت نے یہ مواخذات کیئے ہیں کہ تشیع اور رفض میں فرق نہیں۔ کیا فرماتے ہیں کہ زمانہ متاخرین میں شیعہ رافضی کو کہتے ہیں اور آج کل کے بیہودہ مذہب لوگ ہر رافضی کو شیعہ ہی کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ غالباً اس لئے نذیر حسین نے شیعہ اور رافضی کو ایک ہی سمجھا۔

نذیر حسین محدث نے ایک راوی پر یہ اعتراض کیا

ہے کہ بشر بن بکر (وہ) غریب الحدیث ہے ایسی روایتیں لاتا ہے کہ سب کے خلاف قالہ الحافظ فی التقریب اس قول پر بھی اعلیٰ حضرت نے مواخذہ فرمایا ہے:

۱......... یہ راوی رجال صحیح بخاری سے ہے۔

۲......... تقریب میں بشر بن بکر کو ثقہ فرمایا، یہ بات حذف کر دی۔

۳......... تقریب میں ثقہ یغرب ہے اس کا ترجمہ "محدث" صاحب نے غریب الحدیث کیا یہ بات علمی غلطی ہے۔

۴......... اغراب کی یہ تفسیر کہ ایسی روایتیں لاتا ہے کہ سب کے خلاف ہیں۔ یہ تفسیر غلط ہے یہ منکر کی تفسیر ہے غریب کی یہ تفسیر نہیں۔

۵......... اگر کوئی ثقہ ہو اور اغراب کرے اور یہ بات باعث رد حدیث ہو تو صحیحین غلط روایتوں سے پر ہے اعلیٰ حضرت نے اس مقام پر حاشیہ میں ان روایتون کے نام بھی درج کیئے ہیں۔

ملاحظہ ہو صفحہ ۲۲۲، ج ۲، جن کی کل تعداد مثال کے طور پر نو ہے ورنہ حقیقتاً اس سے زائد ہیں۔

۶......... میزان میں بشر کے بارے میں جو لکھا ہے محدث صاحب نے اسے نظر انداز کر دیا ہے میزان میں ہے۔ صدوق ثقہ لاطعن فیہ یعنی خوب سچ بولنے والے ثقہ ہیں جن میں کسی وجہ سے طعن نہیں۔ نذیر حسین نے ایک اور راوی پر کلام کرتے ہوئے لکھا ہے۔

(ولید بن قاسم) روایت میں اس سے خطا ہوئی تھی تقریب میں کہا صدوق یخطی اس پر بھی اعلیٰ حضرت کے مواخذات ملاحظہ ہوں۔

۱......... یہاں جو محدث نے تعریف شدید کی ہے۔ اسناد نسائی میں ولید غیر منسوب واقع ہوا تھا۔

اخبر نا محمود بن خالد ثنا الولید حدثنا ابن جابر الخ

محدث صاحب ملا نذیر حسین نے چالاکی کی ہے اور تقریب میں ولید نام کے راویوں میں ایک شخص قدریہ ہے۔

چھانٹ کر اس سے ولید بن قاسم تراش لیا ہے۔ حالانکہ یہ ولید بن قاسم نہیں ولید بن مسلم ہیں۔ رجال صحیح مسلم سے اور آئمہ ثقات حفاظ اعلام میں ان کا شمار ہے۔ چنانچہ اسی کتاب تقریب میں ان کے ثقہ ہونے کی صراحت کی ہے۔ ہاں تدلیس کرتے ہیں مگر یہاں تدلیس کا احتمال بھی نہیں۔ اس لئے کہ وہ اس حدیث میں حدثنا جابر کہہ رہے ہیں۔ میزان میں ہے:

الولید بن مسلم الله مشقی احد الاعلام وعالم اهل شام له مصنفاق حسنت قال احمد ماروایت فی الشامین اعقی عنه وقال المدینی عنده علم کثیر فاذاقال حدثنافهو جه۔ (ص ۱۲۱، ج ۲)

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ اب یہ سوال ضرور پیدا ہو سکتا ہے کہ ولید بن مسلم کس دلیل سے ہے تو اس کا قاعدہ

اہل علم کے یہاں مقرر ہے۔ (اور وہ ان کے تلامذہ وغیرہ کے یقین سے پتہ چل جاتا ہے) اگر بغرض فقط یہ ولید بن قاسم ہی ہیں تو ابن عدی نے انہیں کے متعلق فرمایا ہے:

ازلروی عن ثقه فلا باس

یہ جب ثقہ سے روایت کریں تو کوئی عیب نہیں۔ ابن جابر کا ثقہ ہونا خود ہی ظاہر ہے۔ اگر کوئی راوی محض صدوق یخطی سے قابل رد ہو جائے تو صحیح بخاری و مسلم میں کتنے حضرات ایسے ہیں ملاحظہ صفحہ ۲۲۱، ج ۲، تیس سے زیادہ ایسے راوی ہیں یہ بھی صرف مثال کے طور پر ہے ورنہ حقیقتاً اس سے زائد ہیں۔ اسی طرح محدث نذیر نے عطاف راوی کو وہمی لکھا ہے۔ اس پر اعلیٰ حضرت نے یہ اعتراضات کیئے ہیں:

۱- عطاف کو امام احمد و امام ابن معین نے ثقہ کہا ہے نیز ان میں ان کے متعلق کوئی جرح مفسر منقول نہیں یعنی جرح تفسیر کے بغیر معتبر نہیں جرح مفسری کے معنی یہ ہیں کہ الزام واضح ہو۔

۲- وہمی صدوق یہم میں بہت فرق ہے یہ بات معتبر کتابوں سے معلوم ہوسکتی ہے۔

۳- اگر یہم کے معنیٰ وہمی کے لے کر ایسے راویوں کو رد کر دیا جائے تو صحیحین میں ایسے وہمی بہت ہیں، اعلیٰ حضرت نے ان کے نام حاشیہ پر درج کیئے ہیں۔ صفحہ ۲۲۴، ج دوم، ۱۹/ راوی ہیں۔

۴- اگر ایسے راوی واقعی درجہ سقوط میں ہوں تو کثرت طریق سے حدیث صحت نامہ بن جائے گی۔ اس لئے کہ کثرت ضعاف بھی تحسین حدیث کا سبب ہے اور حدیث حسن حجت ہے جیسا کہ مصطلح حدیث میں اس بات کی تصریح ہے کہ حدیث اگر متعدد طرقِ ضعیفہ سے بھی مروی ہے تو وہ حسن کے درجہ پر پہنچ کر قابل استدلال و احتجاج ہو جاتی ہے

الحمانی کی ایک روایت ہے:

حدثنا الحمانی عن ابن المبارک عن اسامه بن زید اخبر نی نافع

نذیر حسین غیر مقلد نے اس سند پر یہ اعتراض کیا کہ یہ اسامہ بن زید مدنی ضعیف الحافظ ہے۔ اعلیٰ حضرت نے جس پر یہ سوال کیا ہے کہ نافع کے دو شاگرد ایک ہی نام کے ہیں ایک یہ دوسرے اسامہ بن زید یعنی مدنی جو رجال صحیح مسلم سنن اربعہ ہے اور تعلیقات بخاری میں بھی مذکور ہیں۔ جسے یحیٰ بن معین نے کہا ثقہ ہے اور ثقہ صالح ہے۔ ثقہ حجت ہے۔ یہ دونوں ایک طبقہ ایک شہر ایک نام کے ہیں اور دونوں نافع کے شاگرد ہیں۔ پھر منشائے تعین کیا ہے۔

دوسرا سوال یہ کیا ہے کہ ثانی سے کیا مراد ہے؟ یہ ثانی حافظ کبیر یحیٰ بن عبدالحمید صاحب مسند ہے جس کی جرح آپ نے نقل کی اور امام یحیٰ بن عمین وغیرہ کا ثقہ اور ابن عدی نے اجوانہ لا باس یہ اور ابن عبدالحمید ھوا کبر من

ھو لاء فاھب عنہ یہ باتیں آپ نے کیوں چھوڑ دیں۔ اسی طرح طبقہ تاسعہ میں عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بھی ہیں جو رجال صحیحین سے ہیں۔ یہ دونوں صحابی کہلاتے ہیں۔ بتایئے آپ کو کچھ معلوم ہے۔ روایت نسائی بطریق کثیر بن قاروندا عن سالم عن ابیہ میں کوئی گنجائش نہ ملی تو اس پر غیر مقلد محدث نے یہ کہہ دیا کہ وہ شاذ ہے۔ مخالف ہے روایت شیخین کے اور شیخین کی روایت ارجح ہے۔

اعلیٰ حضرت نے اس بات پر متعدد سوالات وارد کیئے ہیں۔

مثلاً یہ حدیث مخالف شیخین محض دہلوی ہے۔ یہ سب روایتیں ایک دوسرے کے موافق ہیں۔ جس کی تحقیق اسی فتاویٰ میں ہے۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث نقل کرنے کے بعد یہ جواب غیر مقلد محدث نے دیا ہے۔ یہ بات ادنیٰ عاقل بھی جانتا ہے کہ بعد دخول مغرب کے دو تین کوس کی مسافت چلیں تو اتنے میں شفق غائب ہو جاتی ہے اور عشاء کا وقت داخل ہو جاتا ہے اس جواب پر اعلیٰ حضرت نے جو مواخذات کیئے وہ یہ ہیں۔ حدیث میں میل ہے، جسے ترجمتاً کوس بنا دیا ہے۔

۲- دو تین کوس چلیں کہہ کر عوام کو مغالطہ دیا کہ حضرت ابن عمر پیدل چلے ہوں گے۔ حالانکہ یہ حدیث میں سواری پر ہونا اور سواری کو بہت تیز چلانا ہے کہ اس دن آپ نے تین منزلیں طے کیں۔ حدیث ابو داؤد میں اس کی تصریح ہے۔

۳- بخاری شریف میں اسی حدیث میں ہے کہ نماز مغرب کے بعد انتظار کیا۔ پھر عشاء پڑھی، اگر سفر کرنے کے بعد عشاء کا وقت داخل ہو گیا تھا اور عشاء کا وقت ہو چکا تھا تو اب انتظار کیوں کیا؟ جب کہ سفر میں اتنی جلدی تھی کہ بقول تمہارے مغرب کی نماز عشاء کے وقت پڑھی۔

۴- غیر مقلد نے اس بحث میں تصریح کی ہے کہ متعلق حجت نہیں۔ بخاری میں یہ ٹکڑا جسے آپ حدیث بتا رہے ہیں تعلیقات ہی میں مذکور ہے۔ لہٰذا آپ کا اس سے استدلال غلط ہے۔

۵- غیر مقلد نے وہم اور اغراب سے راویوں کو مجروح کیا ہے تو پھر اس حدیث سے استدلال بھی غلط ہے یونس بن یزید کو تقریب میں **ثقہ الا ان فی روایت عن الذھری وھما قلیلا وفی غیر الزبری خطاء** یہ ثقہ ہیں مگر زہری کی روایت میں کچھ وہم ہے اور غیر زہری کی روایت میں غلطیاں ہیں۔ امام سعد نے لیس بحجۃ کہا وکیع جراح نے سئ الحفظ حافظہ برا ہے۔ امام احمد نے ان کی کئی حدیث کو منکر بتایا۔ یہ سب باتیں میزان ہی میں ہیں۔

تنبیہ:

یہ سب باتیں آپ کے تعصب اور علم کے تعصب

اور ظلم کے ثابت کرنے کیلئے ہیں۔ جیسے آپ نے کہا ویسے ہی جواب دے دیئے ہیں ورنہ ہمارے نزدیک نہ تعلق مطلقاً مردود نہ یونس ساقط نہ وہم و خطا جب تک کہ فاحش ہوں موجب رد حدیث ہیں اور نہ یہ حدیث بخاری اصلاً تمہارے موافق دیکھئے یہ امام آئمہ سفیان بن عبید جنہوں نے زہری سے روایت میں بیس سے زیادہ حدیثوں میں ثابت ترکون، ہے نے کہا۔ سفیان بن عینیہ اور میں نے کہا کہ امام مالک کہ ان کی خطا سفیان کی خطاؤں سے کم ہے۔ قریب بیس حدیثوں کے سفیان بن عینیہ نے کی ہیں۔ پھر میں نے یہ سب خطائیں گنوادیں اور ان سے کہا کہ آپ امام مالک کی خطائیں بتائیں وہ دو تین حدیثیں لائے۔ (میزان) اس کے باوجود سفیان محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔ ثبت حجت ہیں۔ اس پر علماء امت کا اتفاق ہے۔

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت جس سے امام طحاوی اور امام احمد اور ابن ابی شیبہ استاد ان امام بخاری علیہم الرحمۃ نے روایت کیا اسے رد کرنے کیلئے غیر مقلد نے یہ اعتراض کیا کہ اس کا ایک راوی مغیرہ بن زیادہ ہے اور یہ مجروح ہے کہ وہمی تھا۔

قالہ فی التقریب اس پر امام احمد رضا نے یہ گرفت کی کہ تقریب میں اسے صدوق کہا۔ یہ صدوق میں رکھا لہ اوہام کے معنی وہمی کے لئے جو غلط ہے۔

۳- جناب والا یہ مغیرہ بن زیاد موصل امام بخاری اور مسلم کے راوی ہیں اور یہ نہیں بلکہ اس کے راوی بہت سے ہیں۔ جن کے بارے میں صدوق لہ اوہام آیا ہے اس پر حاشیہ میں فرمایا کہ اس کی مثالیں گزر چکی ہیں لیکن خاص اس لفظ صدوق اوہام سے ۱۹/افراد نام بنام گن لئے کہ سب صحیحین کے راوی ہیں۔ اس طرح گویا صحیحین سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔

۴- اور یہ مغیرہ رجال سنن اربعہ سے ہیں امام یحیٰ بن عمین نے لیس بہ باس فرمایا یحیٰ نے کہا! لہ حدیث واحد منکر ان کی صرف ایک حدیث منکر ہے اس لئے وکیع نے ثقہ، ابوداؤد نے صالح اور ابن عدی نے عندی لاباس بہ کہا! لہٰذا ان کی حدیث کے حسن ہونے میں کلام نہیں ہوسکتا ص ۲۲۶، ج ۲، یہاں پر مقصود یہ تھا کہ محدثانِ غیر مقلدین و مجتہدانِ اہلِ حدیث امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کے مقابل ایک طفل مکتب سے زیادہ معلوم نہیں ہوتے اور علوم حدیث میں جو وسعتِ نظر اور رجال و اسناد پر جو عبور اور مصطلحاتِ علماء پر جو احصار اور تدقیقِ نظر آپ کو حاصل ہے وہ دعویٰ اجتہاد اور غوغائے علم بلند کرنے والوں پر بہت ہی زیادہ سبقت رکھتی ہے جمع بین الصلاتین میں اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت عظیم البرکت حکیم الامت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے قرآن پاک کی سات آیات سے استدلال کیا۔

۱- اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤمِنِیْنَ کِتَاباً مَّوْقُوْتاً (النساء-۱۰۳)

۲-حَافِظُوْا عَلَى الصَّلٰوةِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ . (البقرہ-۲۳۸)

۳- وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ (المومنون-۹)

۴-وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ (الانعام-۹۲)

۶- فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ (مریم-۵۹)

۷- فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ (الماعون،۵-۴)

ان آیتوں کے ساتھ مفسرین کے اقوال بھی ذکر فرمائے کہ ان سب آیتوں میں وقت پر نماز پڑھنے کا حکم یا ان کی تعریف وتوصیف یا وقت پر پابندی نہ کرنے پر زجرو توبیخ ہے۔ اس کے بعد ۳۲ روایاتِ صحابہ کرام مختلف عناوین قائم کر کے حدیثیں پیش کی ہیں:

۱- حنظلہ کاتب وحی
۲- ابودردا
۳- عبادہ بن صامت نقیب الانصار
۴- ابوقتادہ
۵- کعب بن جرہ
۶- عبداللہ بن مسعود
۷- انس بن مالک
۸- فضالہ زہرانی
۹- عبداللہ بن مسعود ایضا
۱۰- امیر المومنین عمر فاروق اعظم
۱۱- عن ایضاً
۱۲- امیر المومنین فاروق اعظم کا فرمان

یہ بارہ حدیثیں محافظتِ صلاۃ پر ہیں اس کے بعد حدیث امامت جبریل ہے جس میں ہر نماز کا وقت مقرر کیا گیا ہے:

۱- ابومسعود انصاری ۲- بشیر بن ابومسعود
۳- ابوہریرہ ۴- جابر بن عبداللہ
۵- عبداللہ بن عباس، یہ کل چھ عدد ہوئیں۔

اس کے بعد ایک صحابی نے نبی کریم ﷺ سے نمازوں کا وقت دریافت کیا تھا۔ حضور ﷺ نے دو دن نمازیں اپنے ساتھ پڑھوا کر نمازوں کے اوقات کا تعین فرمایا:

۱- بریدہ ابن حضیب ۲- ابوموسیٰ
۳- جابر بن عبداللہ ۴- انس بن مالک

اس کے بعد ایسی حدیثیں ذکر فرمائیں جن میں ان لوگوں کی مذمت ہے جو وقت گزار کر نمازیں ادا کرتے ہیں اور اس بات کی غیبی خبریں کہ اس امت میں ایسے لوگ ہوں گے۔

۱-ابوذر ۲-عبادہ بن صامت ۳-عبداللہ بن مسعود

پھر ایسی حدیثوں کا ذکر جس میں اس بات کی صراحت ہے کہ جب دوسری نماز کا وقت آ گیا تو پہلی نماز کا

وقت ختم ہو گیا۔

۱- عبداللہ بن عمرو بن عاص ۲- ابو ہریرہ

۳- ابو قتادہ انصاری ۴- سعد ابن ابی وقاص

۵- ابن عباس ۶- ابو ہریرہ ایضا

۷- عبداللہ بن عباس

اس طرح ۳۲ر روایتیں صحابہ سے ہوئیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ آیات قطعیہ اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ ہر نماز کا وقت کی پابندی سے پڑھنا ضروری ہے۔ اس کے جواب میں جمع بین الصلاتین والوں کے پاس صرف تین چار حدیثیں ہیں جن کی وجہ سے یہ لوگ بے خبر اور وقت سے بے نیاز ہو کر چلے جا رہے ہیں۔ ایسے مذہب کی کمزوری واضح ہو گئی۔

اعلیٰ حضرت کی علوم حدیث پر وسعت نظر کیلئے فتاویٰ رضویہ جلد دوم، ص ۲۹۵ر میں دیکھئے۔ احادیث مرویہ بالمعنیٰ صحیحین وغیرھا، صحاح سنن و معاجیم و جوامع وجزاوغیرہا میں دیکھئے صدہا مثالیں اس کی پائی جائیں گی۔ ایک ہی حدیث کے رواۃ بالمعنی کس کس متنوع طور سے روایت کرتے ہیں کوئی پوری کوئی ایک ٹکڑا کوئی دوسرا ٹکڑا کوئی کس طرح کوئی کس طرح پر جمع طریق پر پوری بات کا پتہ چلتا ہے۔

لہٰذا امام الشان ابو حاتم رازی معاصر امام بخاری فرماتے ہیں۔ ہم جب تک حدیث کو ساٹھ وجہ سے نہ لکھتے اسکی حقیقت کو نہ پہچانتے اس بحث کو ص ۲۹۷ر میں دیکھئے آخر میں آپ نے اس مسئلہ پر تھوڑی سی روشنی ڈالی ہے کہ اگر کوئی محدث اپنے شیخ کا مجرد نام لے تو اس شیخ کی پوری تعیین کس طرح ہو گی۔

غیر مقلدوں کے محدث و مجتہد کا کچھ پتہ نہیں ثقات رواۃ کو ضعیف کر دیا۔ اس مقام پر اعلیٰ حضرت نے ایک لطیفہ بیان فرمایا کہ دیکھئے عبداللہ صحابہ میں بکثرت ہیں خصوصاً عباد اللہ خمسہ رضی اللہ عنہم پر کیا وجہ ہے کہ مصری عبداللہ کہے تو عبداللہ بن عمرو بن عاص اور کوفی کہے تو عبد اللہ بن مسعود اور روایات میں تو سینکڑوں عبداللہ ہیں لیکن سوید عبداللہ کہیں۔ تو ابن مبارک مراد ہوتے ہیں محدث بے شمار ہیں لیکن جب بغدادی محمد بن شعبہ کہیں تو منذر کے سوا کوئی مراد نہیں ہو سکتا۔ وعلی ھذا القیاس صدہا مثالیں ہیں جنہیں ادنیٰ سے ادنیٰ خدام حدیث جانتے ہیں سمجھتے ہیں پہچانتے ہیں لیکن مجتہدینِ اہلحدیث ان باتوں سے بے خبر ہیں۔ سلیمان سے مراد ابن ارقم لیتے ہیں۔ حالانکہ سلیمان بن مہران اعمش امام حدیث امیر المومنین فی الحدیث ہیں اور خالد سے مراد خالد بن حارث ہیں۔ پھر اس بات کے ثبوت کیلئے پندرہ حوالے دیئے جن سے سلیمان سے مراد اعمش ہونا ثابت ہوتا ہے۔

☆☆☆

اعلیٰ حضرت ایک جامع صفات شخصیت

مولانا کوثر نیازی

جامع صفات شخصیات تو بہت گزری ہیں مگر انصاف کی بات یہ ہے کہ جب ایک غیر جانبدار مبصّر کم سے کم برصغیر پاک و ہند کو دیکھتا ہے تو اتنی جامع صفات شخصیت، جیسے حضرت شاہ احمد رضا خاں کی ہے اور دوسری کوئی نظر نہیں آتی۔ کون سا علم تھا جس میں ان کو دسترس نہ تھی وہ علم قرآن ہو، علم حدیث ہو، علم فقہ ہو علم تفسیر ہو، علم ہندسہ ہو، علم ریاضیات ہو، علم مناظرہ ہو، علم فلسفہ ہو جس میں انہیں عبور حاصل نہ ہو وہ بیک وقت سیاست دان بھی تھے، فقیہہ بھی، متکلم بھی تھے، مفسّر بھی، مفکر بھی تھے، ادیب بھی، خطیب بھی تھے، محدث بھی اور جس جس میدان میں انہوں نے قدم رکھا، اس میدان میں جو انہوں نے پرچم گاڑھ دیئے وہ آج تک لہرا رہے ہیں۔

سیاست میں ہم دو قومی نظریئے کو علامہ اقبال اور قائد اعظم محمد علی جناح سے منسوب کرتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہندو اور مسلمانوں کے ایک قوم ہونے کی مخالفت و تردید جس شدّ و مد سے امام احمد رضا خاں نے کی وہ کسی اور نے نہیں کی۔ یہ دونوں حضرات بھی اس معاملے میں ان کے متقدی ہیں ان کے راہنما نہیں۔

تحریکِ ترک موالات، تحریک ہجرت، تحریک خلافت اور ایک اور بحث کہ ہندوستان دار الاسلام ہے یا دار الحرب ان سارے موضوعات پر جو امام احمد رضا کا نقطۂ نظر تھا ہر چند کہ آج بھی اس پر گرد اڑائی جارہی ہے لیکن علمی سیاست کے تقاضوں سے جس قدر ہم آہنگ اور دینی اقدار کی ترجمانی سے جس قدر نزدیک اور حقیقت پر مبنی ان کا مؤقف ہے کسی اور کا نہیں تحریکِ ترکِ موالات میں جب قائدین کانگریس نے یہ صدا دی کہ انگریز کے

ساتھ ہر قسم کا تعلق ختم؛ تو انہوں نے کہا کہ صرف انگریز سے ہی کیوں ہندو سے کیوں نہیں؟ ہر مشرک اور تمام کافر کے بارے میں ترک موالات کا وہی حکم ہے جو انگریز کے بارے میں ہے۔ پھر ہندو کے ساتھ مل کر انگریز کے خلاف یہ تحریک چلانا گاندھی کی آندھی میں گرفتار ہونے کے مترادف تھا۔ اعلیٰ حضرت نے جو اس سلسلے میں سیاسی بصیرت کا مظاہرہ کیا وہ حقیقتاً مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے عین مطابق تھا اور اس سے بچانے کے لئے جو نقطۂ نظر آپ نے اختیار کیا اس کے لئے کسی اور کی ہمت نہیں پڑی۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ انگریزوں کے حامی تھی۔ لیکن انگریز سے آپ کو اتنی نفرت تھی کہ اپنے فتوے میں انگریز کچہری میں جانا حرام قرار دیا اور جب مقدمہ قائم ہوا تو وہ کبھی انگریز کچہری میں نہ گیا ہو اس لئے کہ انگریز کی کچہری میں جانا اس کے نزدیک حکم الٰہی کے قوانین کے خلاف تھا اور جس نے خط لکھا اور لفافے پر ٹکٹ جس پر ملکہ اور انگریز بادشاہ کی تصویر تھی ہمیشہ الٹا لگایا تا کہ اس کا سر نیچا نظر آئے اور جس نے اپنی وفات سے دو گھنٹے قبل یہ وصیّت کی کہ اس گھر میں جہاں کاغذ کے انبار لگے ہیں جتنے ڈاک میں آئے ہوئے وہ خطوط اور لفافے ہیں جس پر ملکہ یا بادشاہ کی تصویر ثبت ہو یا جتنے روپے اور سکّے ہوں جن پر ان کی تصویر ہو وہ سب نکال دیئے جائیں تا کہ فرشتہ ہائے رحمت کو آنے میں دشواری نہ ہو۔ ان کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ انگریزوں کے حامی تھے یہ ایسی بات ہے کہ کوئی منکسر المزاج اس کو قبول نہیں کر سکتا۔

اگر چہ لوگ نہیں جانتے کہ دو قومی نظریئے کو عام کرنے میں اور پاکستان کی وہ بنیاد جس پر یہ محل استوار ہے اس کو قائم کرنے میں جو خدمات امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے انجام دیں وہ کسی اور نے نہ دیں۔

شہرت اگر چہ آپ کو فقیہ ہونے کی حیثیت سے ہے اور فقیہ بھی آپ اِس پائے کے تھے کہ فتاویٰ رضویہ جو بارہ جلدوں میں موجود ہے اگر آج اسے جدید تصانیف کے طور طریقوں کے مطابق جمع کیا جائے جیسے کہ آج کل کے مصنفیں مولفین اور اہلِ قلم کی کتابیں چھپتی ہیں تو میں کہتا ہوں کہ کم سے کم ۵۰ سے ۷۵ کے درمیان جلدیں ان کے فتاویٰ سے تیار ہو سکتی ہیں اور اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ فتاویٰ عام ہوں۔ آج اسلامی نظریاتی کونسل کو یہ دشواری درپیش ہے کہ مسائل کیسے حل ہوں اور جو واقعی یہ چاہتا ہے کہ پاکستان کو اسلامی قوانین کی بنیاد پر ایک اسلامی مملکت میں ڈھال دیا جائے تو اس کے لئے تنہا فتاویٰ رضویہ ہی کافی ہے۔

دیو بند مکتب فکر کے ایک مشہور عالم دین مفتی محمد شفیع دیو بندی کہنے لگے کہ جب مولانا احمد رضا خاں صاحب کی وفات ہوئی تو مولانا اشرف علی تھانوی کو کسی نے آ کر اطلاع دی تو انہوں نے بے اختیار ہاتھ دعا کے

لئے اٹھائے۔ جب وہ دعا کر چکے تو حاضرینِ مجلس میں سے کسی نے پوچھا کہ وہ تو آپ کو عمر بھر کافر کہتے رہے اور آپ ان کے لئے دعا کر رہے ہیں۔ تو کہا یہی بات سمجھنے کی ہے کہ مولانا احمد رضا نے ہم پر کفر کے فتوے اس لئے لگائے کہ ان کی نظر میں ہم نے توہین رسول ﷺ کی اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے توہین رسول ﷺ کی ہے اور پھر یہ سمجھتے ہوئے بھی ہم پر کفر کے فتوے نہ لگائیں تو وہ خود کافر ہو جائیں۔

ان کے فتاویٰ میں جو شدت تھی اس کا سبب عشقِ رسول ﷺ ہی تھا۔ ملّت اسلامیہ کو اگر متحد کیا جاسکتا ہے تو صرف عشقِ رسول کی بنیاد پر کیا جاسکتا ہے۔ کوششیں کامیاب اس لئے نہیں ہوتیں کہ پلیٹ فارم مختلف ہیں۔ اسٹیج دوسرے ہیں، عشقِ رسول کے اسٹیج سے آیئے اور ملتِ اسلامیہ کو متحد کیجئے، اعلیٰ حضرت کا پیغام فساد نہ تھا، اتحاد تھا، نفاق نہ تھا بلکہ اتفاق تھا۔

فقیہ ہونے سے بھی زیادہ عام آدمی تک آپ کی شہرت شاعری کے حوالے سے ہوئی، آپ کی نعت گوئی ایک ایسا سکّہ رائج الوقت تھا کہ ہر شخص اس سے مستفیض ہو رہا ہے۔ آپ کا وہ سلام۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

آپ کو علم ہوگا کہ میں شاعری کا ایک طالب علم ہوں، مذہبیات پر بھی میری نظر ہے اور عربی، اردو، فارسی کے جو نعتیہ ذخائر ہیں وہ بھی میں نے دیکھے ہیں۔

میں اگر یہ کہوں کہ یہ سلام اردو زبان کا قصیدہ بردہ ہے تو اس میں کوئی مبالغہ نہیں پوری اردو زبان کی نعتیہ شاعری ایک طرف اور اردو زبان کی تمام شاعری فن کے اعتبار سے ایک طرف اور یہ سلام ایک طرف اور پھر جو قافیہ جو علم جو زبان، جو سوز و گداز اس سلام کے اندر ہیں، آج تک کسی زبان کی شاعری میں موجود نہیں، ایک ایک شعر کی اگر شرح لکھی جائے تو کتابوں کی ایک بڑی تعداد تیار ہو جائے مجھے افسوس ہے کہ اہلِ قلم نے اس جانب توجہ نہیں دی ورنہ تنہا ایک ایک شعر پر کتابیں لکھی جاسکتی ہیں۔ اس کی تشریح میں آپ نے قرآن کے حدیث کے اور سیرت کے ایسے اسرار ایسے معارف اور ایسے حقائق بیان کیئے ہیں کہ جن کی شرح میں تو دفتر کے دفتر قائم ہو جائیں۔

ایک شعر پڑھتا ہوں، میں دعوے سے کہتا ہوں کہ آپ نے کسی زبان کی شاعری میں سرکار کے ریش مبارک کی تعریف نہ سنی ہوگی اور سنی ہوگی تو یوں نہ سنی ہوگی جیسے مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے کی ہے۔

تصوّر کیجئے ایک نہر ہے اس کے اردگرد سبزہ اگا ہوا ہے اس سبزے کی وجہ سے نہر کا حسن بڑھ گیا ہے اب نہر کس کو کہا، سرکار کے دہن مبارک کو نہر عربی زبان میں دریا کو کہتے ہیں اور آپ کے دہن مبارک کو نہرِ رحمت قرار دیا جو رحمت کا دریا ہے اور جو اس دہن اقدس سے معجزن ہے

کہ اگر گالیاں بھی یہ شخصیت سنتی ہے تو اس دہن اقدس سے دعائیں نکلتی ہیں۔ یہ دہنِ اقدس ایک ایسی نہرِ رحمت ہے کہ جس نے سفرِ طائف میں پتھر کھائے، سر سے خون بہا اور پھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے کہ:

''اللہ میری قوم کو ہدایت دے کہ یہ مجھے
جانتے نہیں کہ میں کون ہوں اور یہ کہ میں کیا
پیغام لے کر آیا ہوں''

اب آپ شعر سنیں، فرمایا ۔

خط کی گردِ دہن وہ دل آرا پھبن
سبزۂ نہرِ رحمت ، پہ لاکھوں سلام

ایک ایک شعر ایسا ہے کہ بلحاظ فن کے، بلحاظ شعر و سخن کے، بالحاظ معارف و سیرت کے منفرد مقام رکھتا ہے اور دوسرے نعتیہ شاعری اور قصائد سے ایک امتیازی مقام یہ بھی حاصل ہے کہ اعلیٰ حضرت اس سلام میں بھی نبی کریم ﷺ کی مدح سرائی کرنے کے ساتھ آپ کے اہل بیت کی آپ کی ازواجِ مطہرات کی، آپ کے صحابہ کرام کی، آپ کے اولیاء کرام کی اور خصوصاً حضرت غوث الاعظم کی جو کہ امام اولیاء ہیں، کی بھی مدح سرائی فرمائی ۔ پھر جو حرفِ مطلب زبان سے کہا ہے، اپنی ذات کے لئے نہیں وہ پوری ملت کے لئے ہے پوری اُمت کے لئے ہے ورنہ جس شاعر نے نعت کہی ہے بعد میں اس نے حرفِ مطلب صرف اپنی ذات کے لئے کہا ہے۔ مگر یہ ان کا خاص وصف ہے۔ کہتے ہیں کہ ۔

ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری اُمت پہ لاکھوں سلام

آخر میں مقطع قابلِ توجہ ہے کہ اس سلام کی غرض و غائیت کیا ہے۔ فرماتے ہیں؛ میں کیا چاہتا ہوں اور اس نعت اور سلام لکھنے سے میری کیا غرض ہے۔ میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ قیامت کے دن جب سب آپ ﷺ پر سلام بھیج رہے ہوں گے اور قدسی، ملائکہ جو آپ ﷺ کی خدمت پر معمور ہوں گے وہ مجھے آواز دے کر کہیں کہ اے احمد رضا وہ سلام سناؤ:

''مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام''

تو میری مزدوری وصول ہو جائے گی ۔

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

اگر امام احمد رضا علیہ الرحمہ کو صرف بحیثیت نعت گو شاعر دیکھا جائے تو ان کی تنہا اس اعتبار سے بھی عظمت اتنی بلند ہے کہ کوئی اردو زبان کا شاعر ان کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا اور اگر فن کے لحاظ سے بھی دیکھیں تو اردو شاعری میں ان کا جواب نہیں۔ عجیب بات ہے کہ میر انیس کو ایک فرقے نے محدود کر لیا ورنہ اردو زبان کے جیسے وہ شاعر ہیں ویسے شاعر آپ کو نہ ملیں گے۔ امام احمد رضا کو بھی ایک فرقے میں محدود کر دیا گیا۔ حالانکہ نہ تو وہ فرقہ ہے اور نہ کوئی گروہ

ہے وہ تو ایک مسلک ہے اور مسلک عشق رسول ﷺ کا مسلک ہے اور اگر صرف فن کے لحاظ ہی سے لیا جائے تو وہ کون سا شاعری کا مشکل سے مشکل فن ہے جن پر ان کو عبور نہ ہو۔ شاعری میں ایک فن ہے جس میں ایسے الفاظ استعمال کیئے جاتے ہیں کہ جنہیں ادا کرتے وقت ہونٹ ملنے نہ پائیں اور اعلیٰ حضرت نے اس فن میں بھی شاعری فرمائی؛ وہ لکھتے ہیں ۔

سید کونین سلطان جہاں
ظلِ یزداں شاہِ دیں عرش آستاں

پوری نعت پڑھ جایئے لیکن آپ کے ہونٹ ملتے نہیں پائیں گے، لیکن کہیں تصنع کہیں بناوٹ نہیں وہی سادگی ہے۔ سب سے مشکل فن اگر شاعری میں ہے تو وہ نعت گوئی ہے، اس لئے کہ اس میں ایک طرف تو محبت دامن گیر ہوتی ہے اور دوسری طرف شریعت مصطفٰے ہوتی ہے۔

نعت گوئی کے ہر شعر میں یہ مسئلہ درپیش ہے کہ ایک طرف محبت ہے اور ایک طرف شریعت ہے اور ان دونوں کو باہم دیگر اس طرح آمیزش کرنا کہ محبت بھی رہے اور شریعت کے تقاضے بھی پورے ہوں ۔ اگر فقط شریعت کے تقاضے پورے ہوں تو شاعری نہ رہے بلکہ وہ تقریر بن جائے اور اگر صرف محبت کے تقاضے پورے ہوں تو پھر شریعت مجروح ہوجائے ان دونوں کو باہم دیگر ایک آمیز بنا کے شاعری میں پیش کرنا یہ اعلیٰ حضرت کا کمال تھا۔

اعلیٰ حضرت کی نعتیہ شاعری حقیقت یہ ہے کہ ساری اردو زبان کے ماتھے کا جھومر ہے ۔ آپ کو آباد و زندہ رکھنے کیلئے لئے فقط یہ ہی نعتیہ شاعری کافی ہے اور اگر آپ نے یہ کہا تو غلط نہیں کہا کہ ۔

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم
جس سمت آگئے ہو سکّے بٹھا دیئے ہیں

عربی زبان پر
اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی مہارت وقدرت

تحریر: حافظ محمد عطاالرحمٰن قادری رضوی

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ یوں تو عربی، فارسی، اردو اور ہندی سمیت کئی زبانوں کے ماہر تھے لیکن عربی زبان سے آپ کو خصوصی عقیدت ومحبت تھی۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ عربی اسلام، قرآن اور حدیث کی زبان ہے۔ حدیث و فقہ کی تقریباً تمام کتب اسی زبان میں ہیں، سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ سرکار دو عالم، نور مجسم ﷺ کی زبان ہے۔ ان وجوہات کے ساتھ ساتھ اعلیٰ حضرت کی عربی سے محبت کی ایک وجہ اس کا علمی زبان ہونا بھی ہے۔ خود اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

''عربی لکھنا یا بولنا بہ نسبت اردو کے زیادہ سہل معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ علمی زبان ہے اور علم کے ادا کرنے کے لئے اس میں زیادہ الفاظ ملتے ہیں''

بچپن میں عربی گفتگو:

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ خود ہی ارشاد فرماتے ہیں:

''کہ میں اپنی مسجد کے سامنے کھڑا تھا اس وقت میری عمر ساڑھے تین سال کی ہوگی۔ ایک صاحب اہل عرب کے لباس میں ملبوس جلوہ فرما ہوئے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ عربی ہیں انہوں نے مجھ سے عربی زبان میں گفتگو فرمائی۔ میں نے فصیح عربی میں ان سے گفتگو کی۔ اس بزرگ ہستی کو پھر کبھی نہ دیکھا''۔

بساتین الغفران:

مصر ہی کے ایک فاضل، شعبہ اردو جامعہ ازھر کے پروفیسر سید حازم محمد احمد المحفوظ نے اعلیٰ حضرت کا عربی

میں منظوم کلام جواب تک منتشر تھا، بڑی جدو جہد اور نہایت محنت سے جمع کرکے ''بساتین الغفران'' کے نام سے شائع کردیا ہے۔

ان کے اس تاریخی تحقیقی کارنامے کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا نے انہیں ''امام احمد رضا گولڈ میڈل ریسرچ ایوارڈ ۱۹۹۸ء'' پیش کیا ہے۔ یہ مجموعہ ۲۵۰ رصفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت نہ صرف عربی نثر بلکہ عربی نظم کے بھی ماہر تھے۔

فتاویٰ رضویہ کا خطبہ :

اعلیٰ حضرت کی فصیح و بلیغ نثر کئی مقامات پر نثر میں نظر آتی ہے۔ مسجع الفاظ کی لڑیاں اور مقفیٰ جملوں کی مالائیں آپ کے منظور ومنثور کلام میں اتنی کثرت سے پائی جاتی ہیں کہ ان کا احاطہ بہت دشوار ہے۔ تاہم ان میں سب سے زیادہ حیرت انگیز ''فتاویٰ رضویہ'' کا عربی خطبہ ہے۔

قاضی عبدالدائم لکھتے ہیں:

''فتاویٰ رضویہ کا خطبہ بلا شبہ فصاحت و بلاغت کا ایک اچھوتا شاہکار ہے۔ دلکش اشارات، روشن تلمیحات، خوبصورت استعارات، خوشنما تشبیہات پر مشتمل اس بلاغت پارے کی خصوصیت یہ ہے کہ خطبے کے جملہ لوازمات ومناسبات یعنی اللہ تعالیٰ کی حمد، رسول اللہ ﷺ کی تعریف، صحابہ اور اہل بیت کی مدح، رسول اللہ ﷺ اور ان کے اہل بیت پر درود وسلام، یہ تمام چیزیں کتب فقہ اور ائمہ کے ناموں سے ادا کی گئی ہیں۔ یعنی کتب فقہ کے ناموں اور ائمہ کے اسماء گرامی کو اس طرح ترتیب دیا گیا ہے کہ کہیں حمد کے غنچے چٹک اٹھے ہیں اور کہیں نعت کے پھول کھل پڑے ہیں، کہیں منقبت کے گجرے بن گئے ہیں کہیں درود وسلام کی ڈالیاں تیار ہوگئیں ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جملہ محسنات بدیعیہ از قسم براعت استہلال ورعایت سجع وغیرہ بھی پوری طرح ملحوظ رکھی گئی ہیں۔ اتنی قیودات اور پابندیوں کے باوجود خطبے کی سلاست وروانی میں ذرا بھر فرق نہیں پڑا۔ نہ جملہ کی بے ساختگی میں کہیں جھول پیدا ہوا، نہ تراکیب کی برجستگی میں کوئی خلل واقع ہوا۔

اس ضیابار خطبے میں طوالت سے بچتے ہوئے صرف حمد ونعت کی دو خوش نما جھلکیاں پیش خدمت ہیں:

حمد باری تعالیٰ :

فقہ حنفی میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مشہور تصنیف کا نام ''الفقہ الاکبر'' ہے اسی طرح جامع کبیر، زیادات، فیض مبسوط، درر، غرر بھی بلند پایہ فقہی تصنیفات ہیں، امام احمد رضا نے ان ناموں میں کہیں ضمیر کا اور کہیں

حرف جر وغیرہ کا اضافہ کرکے ان کو اس انداز میں ترتیب دیا ہے کہ کتابوں کے یہ نام ہی اللہ تعالیٰ کی بہترین حمد بن گئے ہیں۔فرماتے ہیں:

الحمدلله هو الفقه الاكبر والجامع الكبير لزيادات فيضه المبسوط الدرر الغرر

''سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اللہ کی تعریف ہی سب سے بڑی دانائی ہے اور اللہ کے پھیلے ہوئے فیض کے شفاف اور تابناک اضافوں کی بڑی جامع ہے''

سبحان اللہ کیا دلپذیر حمد ہے یعنی فیضان الٰہی کے اضافے اور زیادات موتیوں کی طرح شفاف اور روشن پیشانیوں کی طرح تابناک ہیں۔

نعت:

بارگاہ رسالت ﷺ میں صلوٰۃ وسلام پیش کرتے ہوئے امام احمد رضا نے پہلے تو ائمہ فقہ کے ناموں اور معروف القاب کو اس طرح ترتیب دیا کہ کچھ ان میں سے سرور عالم ﷺ کے نام بن گئے اور کچھ ان کی صفات اس کے بعد اسمائے کتب سے نبی کریم ﷺ کے فضائل بیان کیے ہیں، لکھتے ہیں:

والصلوٰة والسلام علىٰ الامام الاعظم للرسل الكرام مالكى و شافعى احمد الكرام

''اور صلوٰۃ وسلام ہو رسولوں کے سب سے بڑے امام پر جو میرے مالک ہیں اور میرے لیے شفاعت کرنے والے ہیں، ان کا نام احمد ہے بہت ہی عزت والے ہیں''

امام اعظم، امام مالک، امام شافعی، امام احمد ائمہ مذاہب اربعہ کے معروف القاب و اسماء مذکور ہیں، انہی کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کی نعت بیان کی گئی ہے۔

الدولة المكيه:

الدولۃ المکیہ اعلیٰ حضرت کی معرکۃ الآراء کتاب ہے جسے آپ نے بخار کی حالت میں علمائے مکہ کے استفسار پر صرف ساڑھے آٹھ گھنٹے میں عربی میں تحریر فرمایا۔کتاب کا موضوع سرکار دو عالم ﷺ کا علم غیب ہے۔اپنے موضوع پر لاجواب کتاب ہونے کے ساتھ ساتھ یہ عربی ادب کا بھی شاہکار ہے۔کتاب میں جہاں حقائق و معارف کے سمندر موجیں مار رہے ہیں وہیں عربی ادب کے خوشنما موتی مسجع و مقفع الفاظ کی حسین لڑیاں قاری پر ایک عجیب لطف و سرور کی کیفیت طاری کردیتی ہیں۔تفصیل مقصود نہیں

صرف نام ہی پر غور فرمائیے۔ جہاں یہ نام اپنے موضوع کا نہایت احسن انداز میں اعلان کر رہا ہے وہیں سن تصنیف بھی بتا رہا ہے۔ الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ کے ابجد کے حساب سے اعداد ۱۳۲۳ بنتے ہیں اور یہی سن تصنیف ہے۔

کنزالایمان:

محافظ ایمان، ترجمہ قرآن، کنزالایمان عربی زبان پر اعلیٰ حضرت کی مہارت وقدرت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ جہاں پر شان الوہیت اور عظمت رسالت کا پاسدار ہونے کے حوالے سے دیگر تراجم سے منفرد ہے وہیں عربی گرائمر کا بخوبی خیال رکھنے کے حوالے سے بھی ایک امتیازی شان کا حامل ہے۔ طوالت سے بچتے ہوئے صرف ایک مثال پیش خدمت ہے۔

عربی قواعد کے اعتبار سے مرکب اضافی میں مضاف (جس کو نسبت دی جاتی ہے) پہلے آتا ہے اور مضاف الیہ (جس کی طرف نسبت کی جاتی ہے) بعد میں آتا ہے۔ مثلاً نبی اللہ مگر جب اردو زبان میں ترجمہ کریں گے تو اردو زبان کے قاعدے کے مطابق مضاف الیہ پہلے آئے گا اور مضاف بعد میں اس لیے ترجمہ ہوگا اللہ کا نبی اس قاعدے کی پابندی امام صاحب کے ترجمہ قرآن میں ہر جگہ نظر آئے گی۔ مثلاً

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا''

بسم اللہ کے ترجمہ میں ہر ایک مترجم نے اسم ''اللہ'' کو مضاف کے بعد رکھا ہے۔ جبکہ اردو قواعد کے مطابق اسم اللہ جو مضاف الیہ ہے پہلے آنا چاہیے۔ مگر سوائے امام احمد رضا بریلوی کے تقریباً بہت سے مترجمین نے اس کا ترجمہ کرتے ہوئے مضاف کا پہلے ترجمہ کیا ہے مثلاً ''شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ کے اس قسم کا ترجمہ قاعدے کے مطابق غلط ہے اور اس میں بلا ضرورت اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں نہ لاکر کے بارگاہ الوہیت کے ادب کا بھی خیال نہ رکھا۔

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کا نیا پتہ
نوٹ فرمائیں

الکوثر ہاؤس C-50/1، بلاک 1-A، گلستانِ جوہر
بالمقابل کراچی یونیورسٹی، گلشن ٹاؤن، کراچی
فون، گھر: 8021657 - 80021658
موبائل: 0300-2385797
آفس کا پتہ: صدر شعبۂ پیٹرولیم ٹکنالوجی، جامعہ کراچی
فون آفس: 9243131/ Ex: 2418 - 4967551
فیکس: 923203 - 9243206
ای میل: majeed@geol.ko.edu.pk

اعلیٰ حضرت کی نعتیہ شاعری میں تحدیث نعمت

محمد جاوید قادری عطاری

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ عنہ گو کہ بحیثیت شاعر تسلیم نہیں کیئے جاتے لیکن نعتیہ شاعری کی فہرس اٹھالی جائے تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو سرفہرست پایا گیا کیونکہ عام شاعری کا مرکز وفور صنف نازک ہی ہوتی ہے لیکن اعلیٰ حضرت بریلوی کی شاعری تو محبوب رب العلیٰ عزوجل و ﷺ کے عشق و مستی کی چاشنی لیئے جذبہ ایمانیت سے کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انداز تحریر بھی انتہائی عشق سے لبریز اور محتاط ہے کہ خود امام عشق و محبت فاضل بریلوی نے ایک مقام پر گوہر باری فرمائی:

''حقیقتاً نعت لکھنا بہت مشکل ہے جس کو لوگ نہایت آسان سمجھتے ہیں۔ اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے اگر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے'' (الملفوظ، حصہ دوم)

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے ۱۹ رویں صدی کے نصف آخر میں شاعری کا آغاز کیا اور نعت گوئی کو مسلک شعری کے طور پر اپنایا اور تادمِ زندگی دل و جان سے شاعری کو نکھار بخشا اور اس میں وہ کمال پیدا کیا کہ اردو شاعری میں بحیثیت نعت گو شاعر اپنی صلاحیت کا لوہا منوایا۔

اعلیٰ حضرت کا ترجمان حقیقت شعر۔

یہی کہتی ہے بلبل باغ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصفِ شاہِ ھدیٰ مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے اپنا نام عبد المصطفیٰ رکھا

فرماتے ہیں۔

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبدِ مصطفیٰ
تیرے لیئے امان ہے تیرے لیئے امان ہے

واما بنعمة ربک فحدث

(سورۃ الضحیٰ، آیت ۱۱)

''ارا اپنے رب کی نعمتوں کا خوب خوب چرچا کرو''

رب تعالیٰ کے حکم کے مطابق اعلیٰ حضرت باعثِ نزول برکت عظیم المرتبت پروانۂ شمع رسالت مجدد دین و ملت میرے آقائے نعمت امام الشاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ المنان فاضل بریلوی نے اپنی شاعری میں موقع بہ موقع حاصل کلام مقطعِ نعت میں عرض کرتے ہیں۔

اے رضا یہ احمد نوری کا فیضِ نور ہے
ہوگئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

مزید۔

گونج گونج اٹھے ہیں نغمات رضا سے بوستان
کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وامنقار ہے

اے رضا جانِ عنادل ...ے نغموں کے نثار
بلبلِ باغِ مدینہ تیرا کہنا کیا ہے

اعلیٰ حضرت نے ان پاکیزہ نغمات نعت مصطفوی ﷺ کو اس بلند آگہی سے چھیڑا کہ تمام برصغیر گونج اٹھا۔ اعلیٰ حضرت کی شاعری زبان کی سادگی طرز ادا کی دلکشی اور روزمرہ کی لطافت سے بھرپور ہے نعت مصطفیٰ ﷺ میں بحدّ کمال سلاستِ زبان و بیان کو ملحوظ رکھ کر اعلیٰ حضرت نے زبان کی بے ساختگی اور روانی اور بندش کی چستی کے ذریعے وہ جوہر دکھلائے کہ ثانی حسان کہنے پر تمام زبان داں مجبور نظر آتے ہیں۔

جب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نعتیہ شاعری فرما رہے تھے، اس وقت برصغیر کے شعراء بھی معترف ہوئے کہ اعلیٰ حضرت کو حسان الہند تک کہا گیا اس وقت شاعری کے بڑے ستون امیر مینائی۔ حضرت شہدی، محسن کاکوروی اور داغ دہلوی نے اعلیٰ حضرت کو خراج تحسین و آفرین پیش کیا۔ بقول داغ دہلوی

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

تذکرہ ہو رہا تھا تحدیث نعمت کا، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ المنان اپنے نعتیہ مجموعہ حدائق بخشش میں فرماتے ہیں

کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

سلسلہ طریقت میں پیران پیر روشن ضمیر قندیل نورانی، شہباز لامکانی الشیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی حمایت کو واضح الفاظ میں بیان کیا اور اس کا مظاہرہ اپنی عملی زندگی میں بھی کیا اعلیٰ حضرت وہ کامل ہستی تھے جو

کسی کا لحاظ کیئے بغیر حکم فرمادیا کرتے تھے اور محبّتِ رسول ﷺ میں ڈوب کر رب تعالیٰ کی نعمتِ عظمیٰ کا اظہار تشکر فرما رہے ہیں ۔

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

اک مقام پر اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ پھر فرماتے ہیں ۔

جو کہے شعر و پاس شرع دونوں کا حسن کیونکر آئے
لا اسے پیشِ جلوۂ زمزمہ رضا کہ یوں

یعنی جو کہے کہ فصاحت و بلاغت اور شریعت میں پابندی شعر میں جمع نہیں ہوتی اسی طرح شعر میں دونوں خوبیاں بھی موجود ہیں بلکہ شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے حسین ودابلیغ شعراس طرح کہا جاتا ہے۔

یہی کہتی ہے بلبلِ باغِ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصفِ شاہ ھدیٰ مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

یعنی جنتی باغوں کی بلبلیں یہ کہتی ہیں کہ احمد رضا جیسا کوئی جادو بیان کوئی نہیں شہنشاہ ہدایت ﷺ کی نعتیں کہنے تعریفیں کرنے والا ہندوستان میں اس جیسا کوئی پیدا نہیں ہوا مجھے رضا کی شوخ طبیعت اور زندہ دلی کی قسم ہے۔

آخر میں دو شعر جس میں اعلیٰ حضرت نے خود کو محافظ عقائد اہلسنّت ظاہر کردیا ۔

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے
کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے
کہ یہ وار وار سے پار ہے

نیز فرماتے ہیں ۔

کلکِ رضا ہے خنجر خونخوار برقبار
اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

یعنی رضا کا قلم خونخوار خنجر کی مثل ہے بجلیاں برساتا ہوا چلتا ہے دشمنان خدا اور رسول عزوجل و ﷺ سے کہہ دو کہ اپنی حفاظت و بچاؤ کی فکر کریں ریشہ روانیوں اور فتنہ سے باز رہیں۔ اوران کے خنجر نما قلم برق بار کا مظہر آج سب کی نظروں کے سامنے مسلک رضا عام ہے۔ اعلیٰ حضرت کے قلم نے فتنہ پرداز لوگوں کی ایسے کاشا کی کہ وہ مولی گاجر کی طرح منظر عام سے ہٹ گئے ۔

کاٹ کر رکھ دیا شیخ نجدی کا سر
خنجر اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام
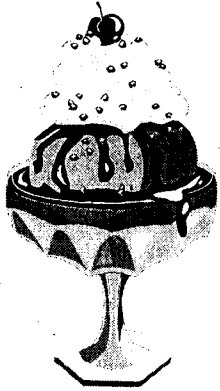
☆☆☆

عشقِ رضا کی سرفرازیاں

مولانا مبارک حسین مصباحی

امام احمد رضا قدس سرہٗ ۱۳۴۰ھ چودھویں ہجری کی وہ مقتدر بلند پایہ اور یگانہ روزگار شخصیت ہے جس کے فکروفن، علم وحکمت اور عشق ومحبت کے پرشوق تذکروں سے عرب وعجم کا چپہ چپہ آج بھی گونج رہا ہے مختصر سے مدت میں تن تنہا آپ نے جو کارہائے گراں مایہ انجام دیئے ہیں اس کی حیرت انگیز روداد سے اہل علم وخرد کا ایک عالم محو حیرت ہے۔

آپ کی زندگی کا لمحہ لمحہ ذکرِ خدا اور یاد مصطفےٰ علیہ اجمل التحیۃ والثناء سے معمور ہے۔ پھیلا تو کائنات کی پہنائیوں سے سرشار کرتا گیا اور جوسمٹا تو عشقِ مصطفےٰ بن کر رہ گیا، یہی آپ کا ایمان تھا حب حبیب کبریا ﷺ جان ایمان اور روح دین ہیں، اسی کے پرچار میں آپ نے اپنی ساری عمر صرف کردی، اسی لئے اپنی ساری صلاحیتیں اور قابلیتیں وقف کردیں۔

دربار رسول ﷺ کی حاضری سے متعلق ایک سوال:

بعض حجاج مسافران حجاز مکہ شریف جاتے ہیں، ارکان حج ادا کرتے ہیں مگر شقاوت قلبی اور محرومی قسمت کی وجہ سے دربار نبوی ﷺ میں حاضر نہیں ہوتے اور طرح طرح کے حیلے بہانے اور راہ فرار کے ہزار اسباب شمار کراتے ہیں۔ امام احمد رضا ان بدقسمت اور روسیاہ لوگوں سے بات کرنے تو درکناران کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا بھی ناموس عشق کی توہین سمجھتے ہیں۔

ایک مرتبہ کسی سائل نے مرجع عرب وعجم امام احمد رضا کی بارگاہ میں درج ذیل استفتاء کیا:

''کیا فرماتے ہیں؛ علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زیارت شریف حضور سید عالم ﷺ کا کیا حکم ہے اور باوجود قدرت اس کا تارک یا مانع ومنکر فضل شرعاً کیا ہے؟

اس سوال کے جواب میں ناموس رسالت کی

حرمتوں کے پاسبان امام احمد رضا نے ایک تفصیلی جواب بعنوان ''البارقة الشارکة علیٰ مارقة المشارقة'' سپرد قلم فرمایا۔ پورا فتویٰ عقل و نقل اور فکر و استدلال کے بے شمار شواہد سے لبریز اور سطر سطر عشق و ادب میں ڈوبی ہوئی ہے۔ جس کے نتیجہ میں فریب کاریوں کی وہ ساری فصیلیں ٹوٹ کر بکھر گئیں جو غداران رسول کی سربراہی میں جادۂ عشق کے مسافروں کو واپس لوٹانے کے لئے کھڑی کی گئی تھیں۔ ذیل میں فتوے کی تلخیص ملاحظہ کیجیے

امام احمد رضا کا عشق انگیز جواب:

زیارت سراپا طہارت حضور پر نور سید المرسلین ﷺ بالقطع والیقین باجماع مسلمین افضل قربات و اعظم حسنات سے ہے جس کی فضیلت و خوبی کا انکار نہ کرے گا مگر گمراہ بددین یا کوئی سخت جاہل، سفیۂ غافل، سخرۂ شیاطین والعیاذ باللہ رب العالمین

قرآن عظیم سے ایک فکر انگیز استدلال فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''اس قدر پر تو اجماع قطعی قائم اور کیوں نہ ہو خود قرآن عظیم اس کی طرف بلاتا اور مسلمانوں کو رغبت دلاتا ہے۔ قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ ولوانهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما

''اگر ایسا ہو کہ وہ جب اپنی جانوں پر ظلم (یعنی گناہ و جرم) کریں، تیری بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوں پھر گناہ سے مغفرت مانگیں اور مغفرت چاہے ان کیلئے رسول تو بے شک اللہ عزوجل کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے''۔

امام سبکی شفاء السقام اور شیخ محقق ''جذب القلوب'' میں فرماتے ہیں:

''علماء نے اس آیت سے حضور اقدس ﷺ کے حال حیات، حال وفات دونوں حالتوں کو شمول سمجھا اور ہر مذہب کے ائمہ مصنفین مناسک نے وقت حاضری مزار پر انوار اس آیت کی تلاوت کو آداب زیارت سے گنا''۔

احادیث نبویہ سے ثبوت:

بارگاہِ نبوی میں حاضر نہ ہونے والوں سے متعلق احادیث کی روشنی میں حکم شرعی بیان کرتے ہوئے امام احمد رضا رقم طراز ہیں:

''ابن عدی وغیرہ کی حدیث میں ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں:

من حج ولم يزرني فقد جفاني

''جو حج کرے اور میری زیارت کو حاضر نہ ہو

بیشک اس نے مجھ پر جفا کی''

علامہ ملاّ علی قاری ''شرح لباب'' میں اس سند کو حسن اور وہی ''شرح شفا'' و''درر مضیہ'' اور امام ابن حجر جوہر منظم میں محتج بہ فرماتے ہیں۔ انہیں دونوں کتابوں میں فرمایا:

''نبی ﷺ کی جفا حرام ہے تو زیارت نہ کرنا متضمن جفا ہے حرام ہوا''

اسی طرح ترک زیارت کے موجب جفا ہونے میں متعدد حدیثیں آئیں کہ حضرت والا علامہ قدس سرہ نے ''جواہر البیان'' شریف میں ذکر فرمائیں اور شک نہیں کہ افراد میں اگر چہ کلام ہو، مجموعہ حسن تک مترقی اور حسن اگر چہ لغیرہ ہو محل احتجاج میں کافی۔

اور نیز وہ حدیث بھی مؤید وجوب ہوسکتی ہے۔ جسے امام ابن عساکر اور امام ابن نجار نے کتاب ''الدرۃ الثمنیہ'' میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

مامن احد من امتی لهٗ سعة ثم لم یزرنی فلیس لهٗ عذر

''میرا جو امتی باوصف مقدرت میری زیارت نہ کرے اس کے لئے کوئی عذر نہیں''

ایک صحابی رسول کے عمل سے فکرانگیز استدلال:

امام احمد رضا عاشق رسول حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ نبوی میں حاضری کے واقعہ سے استدلال فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''اسی کے مناسب قصہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے کہ امام ابن عساکر وغیرہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور امام سبکی نے ''شفا'' اور علامہ سمہودی نے ''وفا'' اور امام حجر نے ''جوہر'' میں اس کی سند کو جید کہا۔

جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام میں سکونت اختیار فرمائی، خواب میں حضور پر نور سید المحبوبین ﷺ کی زیارت سے شرفیاب ہوئے کہ ارشاد فرماتے ہیں:

ماهذه الجفوة يا بلال! اما ان لک ان تزورني يا بلال

''اے بلال یہ کیا جفا ہے، اے بلال کیا ابھی تجھے وہ وقت نہ آیا کہ میری زیارت کو حاضر ہو''

بلال رضی اللہ عنہ غمگین و ترساں وہراساں بیدار ہوئے اور فوراً بقصد مزار پر انوار جانب مدینہ سدالرحال فرمایا جب شرف حضور پایا قبر انور کے حضور رونا اور منہ اس خاک پاک پر ملنا شروع کیا۔ دونوں صاحبزادے حضرات حسن وحسین تشریف لائے، بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں سینے سے لگا کر پیار کرنے لگے، شہزادوں نے فرمایا! ہم تمہاری اذان کے مشتاق ہیں۔ یہ سقف مسجد انور پر ''جہاں زمانہ اقدس میں اذان دیتے تھے'' گئے جس وقت اللہ

اکبر، اللہ اکبر کہا تمام مدینہ میں لرزہ پڑ گیا۔ جب اشہدان لا الہ الا اللہ کہا لرزہ دوبالا ہوا۔ جب اس لفظ پر پہنچے کہ اشہدان محمداً رسول اللہ، کنواری نو جوان لڑکیاں پردوں سے نکل آئیں اور لوگوں میں غل پڑ گیا کہ حضور اقدس ﷺ مزار پرانوار سے باہر تشریف لے آئے، انتقال حضور ذی الجلال ﷺ کے بعد کسی دن مدینہ منورہ کے مرد وزن میں وہ رونا نہ پڑا تھا جو اس دن ہوا۔

در نمازم خم ابروئے تو بریاد آمد
حالتے رفت کے محراب بفریاد آمد

علمائے سلف اور مذہب عشق:

امام احمد رضا قدس سرہٗ علمائے سلف اور ائمہ فقہ کی کتب کے حوالوں سے استدلال کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''حنفیہ زیارت شریف کو قریب بہ واجب کہتے ہیں اور اسی طرح مالکیہ وحنبلیہ نے تصریح کی، ہماری کتبِ مذہب میں مناسک، فارسی وطرابلسی وکرمانی واختیار شرح مختار وفتاویٰ ظہیریہ، وفتح القدیر، وخزانۃ المفتین و منسک متوسط، ومسلک متقسط، ومنح الغفار مراقی الفلاح و حاشیہ طحطاویہ علی المراقی ومجمع الانہر وسن الہدیٰ و عالمگیری وغیرہا میں اس کے قریب واجب ہونے کی تصریح وتقریر بلکہ خود صاحب مذہب سیدنا امام اعظم سے اس پر نص منقول جذب القلوب میں ہے۔ زیارت آنحضرت ﷺ نزد ابی حنیفہ از افضل مندوبات واوکد مستحبات است قریب بہ درجہ واجبات۔

مکہ مدینہ اور مذہب عشق:

ارباب علم ودانش اور علماء وفقہاء کے درمیان اس سلسلے میں اختلاف ہے کہ مکہ ومدینہ مین افضل کون ہے اور اپنے اپنے مدعا پر طرفین کے دلائل بھی ہیں مگر عشق کسی دلیل کا محتاج نہیں ہوتا اور امام احمد رضا صاحبِ علم وبصیرت کے ساتھ ایک عاشق بھی ہیں اس سلسلے میں ان کا فیصلہ یہ ہے ؎

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بند ہے کیوں بات بڑھائی ہے

حاجیوں آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

مکہ جلالت الٰہی کا مرکز ہے اور مدینہ کائناتِ عشق کی راجدھانی ہے ان تصورات کو ذہن میں رکھ کر بغیر کسی تبصرے کے پیکر عشق کے جذبات ملاحظہ کیجئے ؎

عاصی بھی ہیں چہیتے یہ طیبہ ہے زاہدو
مکہ نہیں کہ جانچ جہاں خیروشر کی ہے

کعبہ ہے بیشک انجمن آرا دلہن مگر
ساری بہار دلہنوں میں دولہا کے گھر کی ہے

کعبہ دلہن ہے تربت اطہر نئی دلہن
یہ رشک آفتاب وہ غیرت قمر کی ہے

تارکین زیارت کا دردناک انجام:

اعلیٰ حضرت تارکین زیارت سے متعلق شریعت کی وعیدیں اور علمائے امت کے بے شمار اقوال و آراء کا ماحصل سپرد قلم کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

بہر حال جزم کیا جاتا ہے کہ باوجود قدرت تارک زیارت قطعاً محروم وملوم و بد بخت ومشوم وآثم وگنہگار وظالم وجفا کار ہے والعیاذ باللہ عمالا یرضاہ۔ لاجرم علماءِ دین وائمہ معتمدین تارک زیارت پر طعن شدید وتشنیع مدید کرتے آئے کہ ترک مستحب پر ہرگز نہیں ہوسکتی۔

علامہ رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ امام ابن ہمام نے لباب میں فرمایا ترک زیارت بڑی غفلت اور سخت بے ادبی ہے اور امام ابن حجر مکی قدس سرہٗ الملکی نے جوہر منظم میں تارک زیارت پر قیامت کبریٰ قائم فرمائی، فرماتے ہیں۔ خبردار ہو! حضور اقدس ﷺ نے تجھے حد درجہ ڈرایا اور اس کی آفتوں سے وہ کچھ بیان فرمایا کہ اگر تو اسے غور سے سمجھے تو اپنے اوپر ہلاکت و بدانجامی کا خوف کرلے۔ حضور نے صاف فرمادیا ترک زیارت جفا ہے۔

اعلیٰ حضرت اقوال واحادیث کی روشنی میں تارک زیارت کا حکم صادر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وہ عشقی نامراد، ذلیل وخوار، مستحق نار، خدا و رسول سے دور ہے، اس پر ان سب عذابوں اور نیز مردود بارگاہ ہونے کی دعا حضرت جبرئیل امین اور حضور سید المرسلین نے فرمائی۔ وہ راہ جنت بھول گیا، حد بھر کا بخیل، ملعون، بے دین ہے، اپنے نبی ﷺ کے دیدار جمال جہاں آرا سے محروم رہے گا۔ والعیاذ باللہ تبارک وتعالیٰ۔

امام احمد رضا قدس سرہ کے اس مدلل فتوے کی روشنی میں یہ حقیقت پوری طرح ذہنوں میں اتر چکی ہوگی کہ قافلۂ حجاج پر بارگاہ نبوی کی حاضری قریب بہ واجب اور سرفرازی کونین کی ضامن ہے اور ترک زیارت اپنے محسن نبی پر جفا، جرم عظیم اور دارین کی شقاوتوں کا باعث ہے اور یہ سارے احکامات ایک عاشق کی ذہنی اپج اور فکری پیداوار نہیں بلکہ ہر مدعا کے ساتھ قطار در قطار قرآن وسنت کے ارشادات اور ائمہ امت اور علماء سلف سے اقوال موجود ہیں۔ اگر تعصب وعناد کی زندگی سے قبول حق اور انصاف پسندی کی حرارت نقطہ انجماد تک نہیں پہنچی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس فتوے کی روشنی اور رہبری میں آوارہ فکریں منزل نہ پائیں اور دل ودماغ کے خشک سوتے عشق نبوی ﷺ کے آب زُلال سے سرشار نہ ہوجائیں۔

☆☆☆
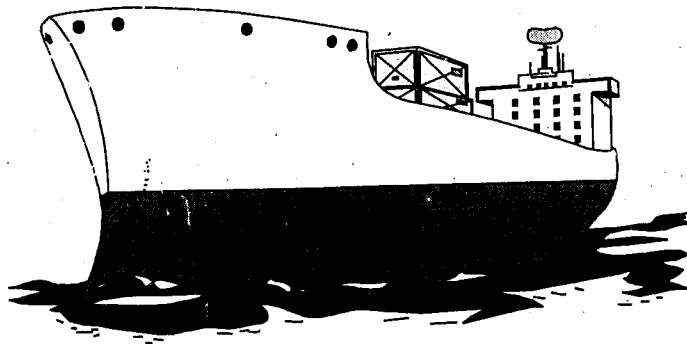
فاضل بریلوی اور معاشیات

ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی
(پرنسپل جامعہ نعیمیہ لاہور)

قائدانہ صلاحیتوں کے حامل مسلمان مفکرین و مدبرین کا ہمیشہ سے یہ طریق کار رہا ہے کہ وہ زمانہ کے تغیر پذیر معروضی حالات اور درپیش چیلنجوں کا جائزہ لیتے ہیں، تجزیہ کرتے ہیں اور اسلام کی بنیادی اور اصولی تعلیمات کی روشنی میں نئے پیدا ہونے والے امور میں رہنمائی کرتے ہیں۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے آج سے ۸۵ سال قبل اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے مسلمانان ہند کی معاشی بدحالی اور پس ماندگی کا جائزہ لیا پھر تجزیہ کیا اور بعد میں ان سے چھٹکارا پانے کی تدابیر کی رہنمائی کی جس کے نقوش آپ کی تالیفات و تصنیفات میں نظر آتے ہیں۔

پاک و ہند کے مایہ ناز ماہر معاشیات پروفیسر رفیع اللہ صدیقی رقم طراز ہیں کہ موجودہ صدی کا ربع اول وہ بلاخیز دور تھا کہ بڑے بڑے علماء اور لیڈر ثابت قدم نہ رہ سکے ایسے وقت میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے تدبیر فلاح و نجات و اصلاح کے نام سے امت مسلمہ کی معاشی بہبود کی خاطر چار تجاویز پیش کی تھیں جو آج بھی اپنے اندر وزن رکھتی ہیں اور امام احمد رضا بریلوی کی زرف نگاہی کی شاہد ہیں۔

یہ رسالہ ۱۹۱۲ء /۱۳۳۱ھ کو کلکتہ سے شائع ہوا جس میں ان نکات کی تفصیل اس طرح ذکر کی گئی ہے:

(۱) ان امور کے علاوہ جن میں حکومت دخل انداز ہے مسلمان اپنے معاملات باہم فیصل کریں تاکہ مقدمہ بازی میں جو کروڑوں خرچ ہو رہے ہیں پس انداز ہو سکیں۔

(۲) بمبئی، کلکتہ، رنگون، مدارس، حیدر آباد (دکن) کے تونگر (مالدار) مسلمان اپنے بھائیوں کے لئے بینک کھولیں۔

(۳) مسلمان اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدیں

(۴) علم دین کی ترویج و اشاعت کریں۔

ظاہر ہے یہ چار نکات انتہائی مختصر ہیں لیکن ان میں علم معاشیات کے معانی کا جو ذخیرہ پوشیدہ ہے وہ اس امر کی غمازی کر رہا ہے کہ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ قوموں کے زوال میں کون کون سی چیزیں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

۱۹۱۲ء میں جب یہ نکات شائع ہوئے تو برصغیر ہند میں علم اقتصادیات کا مطالعہ نہ ہونے کے برابر تھا۔ اور دنیا کے دیگر ترقی یافتہ ممالک مثلاً" انگلینڈ، فرانس، امریکہ اور جرمنی وغیرہ میں دانشوروں کا ایک مخصوص طبقہ اور حلقہ

اس علم کے اکتساب کی طرف مائل تھا۔

پہلی جنگ عظیم کے بعد اور خاص طور پر ۳۰-۱۹۲۹ء کی عظیم عالمی سردبازاری نے طاقتور حکومتوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا چنانچہ شدت سے اس کی ضرورت محسوس کی گئی کہ ایک ایسے نظریے کی ضرورت ہے جو اس کی کساد بازاری (Slump) یعنی

General drop in prices and trade activities.

پر قابو پانے میں مدد دے سکے۔ ۱۹۳۶ء میں ایک انگریز ماہر اقتصادیات جے ایم کینز (J.M. Keynes) نے اپنا مشہور عالمگیر نظریہ "نظریہ روزگار و آمدنی" پیش کیا جو اقتصادیات کے میدان میں جدید معاشی انقلاب کا سبب بنا اور اس نظریہ کی بدولت عالمی سردبازاری پر کنٹرول کیا گیا جبکہ اسی نظریہ کی جھلک کو ۱۹۱۲ء میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے جدید اقتصادی تقاضوں کی روشنی میں پیش کر دیا تھا۔

جے ایم کینز کے نظریہ روزگار و آمدنی کی اہم ترین شق مساوات (Equation) میں بچت اور سرمایہ کاری سب سے اہم متغیرات (Variables) ہیں۔ (Variables) اس کے نزدیک معیشت میں اقتصادی توازن کے لئے یہ شرط ہے کہ

بچت (Saving) = سرمایہ کاری (Investment)

جب تک یہ شرط پوری ہوتی رہے گی سرمایہ دارانہ معیشت میں توازن برقرار رہے گا۔ لیکن جہاں ان دونوں میں عدم مساوات پیدا ہوئی معیشت کا توازن بگڑ جائے گا۔ یا تو معاشرہ کسادبازاری کا شکار ہو جائے گا یا افراط زر کا دونوں ہی صورتیں سماجی، سیاسی، معاشرتی، اقتصادی اور معاشی نقطہ نظر سے خطرناک ہیں۔ اگر بچتیں زیادہ ہیں تو سرمایہ کاری بھی زیادہ ہوگی اور اگر بچتیں کم ہیں تو اقتصادی ترقی کی رفتار سست ہوگی۔

اہل نظر و بصیرت ذرا اس ماحول کو ذہن میں رکھیں جب کہ ۱۹۱۲ء میں اعلیٰ حضرت نے مسلمانوں کو اس بات پر عمل کرنے کی تلقین کی تھی کہ وہ غیر ضروری اخراجات سے پرہیز کریں اور زیادہ سے زیادہ پس انداز کریں اور آج کے ماحول پر بھی ایک نگاہ ڈالیں کہ جب بین الاقوامی مالیاتی اداروں سے لیکر حکومتی اداروں تک ہر ایک اس بارے میں کوشاں ہیں کہ حکومتیں اور عوام زیادہ سے زیادہ بچت کریں۔

کیا آپ اب بھی اعلیٰ حضرت کی دوراندیشی کے قائل نہ ہوں گے کہ اعلیٰ حضرت نے فخر کائنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضول خرچی کی مذمت کرنے والے احکامات کو دوبارہ امت مسلمہ کو اپنانے کی طرف متوجہ کیا۔

ایک امریکی ماہر اقتصادیات کولن کلاک نے پاکستان، بھارت اور چین کے لئے یہ مشورہ دیا تھا کہ ان ممالک کے افراد کم از کم ۱۲ فیصد پس انداز کریں اور اسے سرمایہ کاری میں لگائیں تو یہ ممالک ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتے ہیں۔

دوسرے نکتے میں آپ نے اہم اہم بڑے شہروں میں مسلمانوں کو اپنے بینک قائم کرنے کی ترغیب دی کیونکہ ۱۹۱۲ء تک تمام بینک یا تو انگریزوں کی ملکیت تھے یا ہندوؤں کے محتمانہ انشورنس کمپنیاں باہمی امداد کی انجمنیں، صنعتی اور زرعی امداد کے ادارے کواپریٹو ادارے اور فنانس کمپنیاں سب کی سب سودی نظام پر کام کر رہی تھیں۔ ۱۹۴۰ء تک برصغیر ہند میں مسلمانوں کا ایک بینک بھی نہ تھا

لیکن اعلیٰ حضرت نے ۱۹۱۲ء ہی میں بینک اور بینکوں کی اہمیت کا اندازہ لگا لیا تھا جو آپ کی اقتصادی معاملات میں گہری نگاہ رکھنے کا آئینہ دار ہے۔ اس لئے آپ نے مال دار مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اپنے بھائیوں کے لئے بینک قائم کریں۔

سود کے انتہائی نقصانات کو اور اس کے متعلقہ مسائل کو اپنے فتاویٰ رضویہ کی ساتویں جلد کے باب الربوا میں اور دیگر کتب میں تفصیل سے ذکر کیا ہے جس کو یہاں بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

پاکستان کے قیام سے یہی بات محمد علی جناح نے ۱۹۳۶ء میں کہی اور محمد علی جناح کے مسلسل اصرار پر ۹ر جولائی ۱۹۴۷ء کو کلکتہ میں سر آدم جی داؤد اور احمد اصفہانی نے مسلم کمرشل بینک قائم کیا۔

اگر ۱۹۱۲ء ہی کے اردگرد مسلمانوں کے چند سرمایہ دار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی ہدایت پر عمل کر لیتے تو مسلمانوں کا معاشی مستقبل اور اس کے اقتصادی نتائج قیام پاکستان کے ساتھ ہی آشکار ہو کر سامنے آجاتے۔

آپ نے اپنا تیسرا معاشی نکتہ یہ پیش کیا کہ مسلمان اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدیں۔

ذرا آپ آج کے عالمی اقتصادی ماحول کا جائزہ لیں تو اس نظریہ کی اہمیت خوب واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد مغربی یورپ کے جنگ سے متاثرہ ممالک نے اس نظریہ پر پورا پورا عمل کیا اور آج یہ ممالک اقتصادی طور پر مضبوط ترین ممالک شمار کئے جاتے ہیں۔

علم معاشیات میں معاشیات کے باوا آدم "آدم اسمتھ" نے اپنی کتاب "دولت اقوام" اور امریکی سیاستدان الیگزینڈر ہلمٹن نے آدم سمتھ کے نظریہ تامین کی پرزور تائید کی اور یورپین مشترکہ منڈی (European Common Market) کا قیام اس اصول پر عمل میں آیا کہ یہ چھ مغربی یورپی ممالک آپس میں تجارت کریں گے۔ یاد رہے کہ یہ وہ زمانہ تھا جب عالمی سیاست میں امریکہ کا طوطی بول رہا تھا اور عالمی معیشت میں امریکی ڈالر کا مقابلہ کرنے والا کوئی نہ تھا۔ لیکن اس معاہدہ کے بعد عالمی اقتصادیات میں امریکن ڈالر کی حیثیت ثانوی ہو گئی اور جرمن مارک دنیا کی مضبوط کرنسی قرار پایا اس منڈی کے قیام کے پس منظر میں وہی نظریہ کارفرما تھا جو اعلیٰ حضرت نے ۱۹۱۲ء میں پیش کیا تھا کہ مسلمان اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدیں۔

اگر اس وقت کوئی مسلم ماہر معاشیات و اقتصادیات اس نکتہ کے دوررس نتائج اور اثرات پر غور کر کے اس کی توضیح وضاحت کر دیتا کہ مسلمان صرف اور صرف مسلمان ہی سے خرید و فروخت کریں تو کوئی وجہ نہ تھی کہ مسلمان ہندوستان میں معاشی اعتبار سے دوسری قوموں کے مقابلے میں کمزور ہوتے۔

اعلیٰ حضرت نے اسلام کی معاشی تعلیمات پر کئی اور کتب بھی تصنیف کیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

(۱) احکام الاحکام فی التناول من ید ما الحرام
(۲) افصح البیان فی حکم مزرع ہندوستان
(۳) کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم
(۴) خیر الامال فی حکم الکسب والسوال

(بشکریہ: کنزالایمان سوسائٹی، لاہور)

امام احمد رضا کی شخصیت اور عربی شاعری پر تاثرات

﴿پروفیسر ڈاکٹر رزق مرسی ابوالعباس (جامعہ ازہر) نے یہ گفتگو مؤرخہ 25/7/1999 کو فرمائی اور اس گفتگو کے ساتھ انہوں نے مناقشے کا آغاز فرمایا﴾

ترجمہ و تلخیص: علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور درود و سلام ہو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر جو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے اور آپ ﷺ کی تمام آل واصحاب پر۔

اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور بارگاہِ خیر الانام میں صلاۃ وسلام کے بعد عرض ہے کہ یہ ایک مبارک علمی نشست ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے منعقد ہوئی ہے اور آج ہم اسلئے جمع ہوئے ہیں کہ اس مقالے کا تنقیدی جائزہ لیں جو کلیۃ الدراسات الاسلامیہ والعربیہ میں پیش کیا گیا ہے۔ اس مقالہ نگار نے قابل ستائش محنت اور کوشش کی ہے، اس نے ایک عظیم شخصیت کا مطالعہ کیا ہے، شاید بہت سے سامعین نے اس شخصیت کے بارے میں کچھ نہیں پڑھا ہوگا، مقالہ نگار نے عربی زبان و ادب کے نکتۂ نظر سے اس شخصیت کا مطالعہ کیا ہے، مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ عربی نہیں تھے، لیکن آپ حضرات جب ان کی عربی شاعری کا مطالعہ کریں گے، تو آپ کو خوشگوار حیرت ہوگی، وہ ایسے شاعر تھے کہ اگر ان کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ وہ ہندوستانی تھے، تو آپ ان کو عربی شاعر گمان کریں گے آج ہم اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ اس مقالے کا جائزہ لیں جس کا موضوع ہے ''مولا احمد رضا خاں بریلوی بحیثیت عربی شاعر'' ہم ان کے عربی دیوان کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معیاری عربی شاعری پڑھنے کو ملتی ہے، ان کی شاعری کے متعدد موضوعات اور مقاصد ہیں، ان کے دل و دماغ نے ان کی شاعری میں مشترکہ کردار ادا کیا ہے، اور جب ہم حاصل قصیدہ شعر کا سراغ لگاتے ہیں تو ہمیں ایک قصیدے میں ایک سے زیادہ ایسے اشعار ملتے ہیں جنہیں حاصل قصیدہ قرار دیا جاسکتا ہے اور بعض اوقات ایسا شعر ایک مختصر سے قطعے میں بھی جلوہ فگن ہوتا ہے۔

ہم مولانا احمد رضا خان کے بارے میں جو کچھ بھی کہیں ہم انکا حق ادا نہیں کر سکتے جس طرح مقالہ نگار (ممتاز احمد سدیدی) نے ادا کیا ہے، میرے خیال میں مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ ایک عظیم عربی شاعر تھے جو برصغیر میں پیدا ہوئے انہوں نے تقریباً پچپن علوم وفنون میں مہارت حاصل کی، وہ 1857ء میں پیدا ہوئے اور 1921ء میں اس جہان فانی سے دار آخرت کی طرف منتقل ہوئے اس عرصہ

میں انہوں نے اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ ذوق وشوق سے عربی زبان وادب کے مطالعہ میں صرف کیا، جب اللہ تعالیٰ نے انہیں ادبی صلاحیتوں سے نوازا تو انہوں نے اپنی اس صلاحیت کو کبھی شاعری میں اور کبھی تصنیف و تالیف میں صرف کیا، انہوں نے ایک سے زیادہ زبانوں میں تالیفات یادگار چھوڑیں، علاوہ ازیں عربی، فارسی اور اردو میں شاعری کی، لیکن ان کی عربی شاعری زیادہ جاندار تھی، جیسا کہ ان لوگوں کا بھی خیال ہے جنہوں نے ان کی شاعری کا تینوں زبانوں میں مطالعہ کیا ہے، چونکہ مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے عربی زبان پر قابل ذکر توجہ دی اس لئے ہم پر بھی لازم تھا کہ ہم ان کی شخصیت پر اسی طرح توجہ دیں جیسے انہوں نے ہماری عربی زبان کو دی، ان کے عربی دیوان کو پروفیسر سید حازم صاحب نے جمع کیا اور ترتیب دیا اس مقصد کیلئے قابل تعریف کوشش کی، ان کا عربی کلام کتابوں اور مجلّات میں بکھرا ہوا تھا لیکن پروفیسر حازم صاحب نے اس دیوان کے ذریعے دنیا عرب کو ایک نئی چیز سے متعارف کروایا ہے، اور کیا خوب ہو کہ ہم ان لوگوں سے متعارف ہوں جن کے بارے میں ہم بہت کم جانتے ہیں۔

ہمارے شاعر مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کی ولادت سے ایک سال قبل انگریز ہندوستان میں قدم جما چکے تھے، اس طرح ہمارے شاعر نے ایسے زمانے میں زندگی گزاری جو سیاسی حوادث سے بھرپور تھا، انگریزوں نے برصغیر میں قدم جمالئے اور مسلمانوں سے حکومت چھین لی، اللہ تعالیٰ نے ہندوستانی مسلمانوں کو خوب نوازا تھا، لیکن انگریز آئے اور انہوں نے مسلمانوں سے فراخدستی چھین لی اور برصغیر میں ایسی شورش برپا ہوئی جس کا خاتمہ دین کی بنیاد پر ملک کی تقسیم پر ہوا، اور اس تقسیم میں دین کا بنیادی کردار تھا، مولانا احمد رضا خاں بھی ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے دوقومی نظریہ کی تائید کی تھی اور اس بنیاد پر ہندوستان، اسلامی پاکستان اور مختلف ادیان والے ہندوستان میں تقسیم ہو گیا، مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے تصنیف و تالیف، سیاست و فقہ اور عقیدہ میں بھی بھرپور خدمات سرانجام دیں، جیسے کہ مجھے معلوم ہوا کہ ان کا قلم پچپن علوم و فنون میں جلوہ افروز ہوا، یہ حضرت مولانا کے بارے میں مختصر گفتگو تھی لیکن ہم انکے بارے میں بہت کچھ سننا چاہتے ہیں، ابھی ہم ممتاز احمد سدیدی ابن محمد عبدالحکیم شرف قادری سے اس مقالے کا خلاصہ سنیں گے اور اس کے حالات نے اسے مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ سے متعلقہ کتابوں پر مطلع کیا اور مقالہ نگاران معدودے چند طلبہ میں سے ہے جس پر فیکلٹی آف اسلامک اینڈ عربک اسٹڈیز (Faculity of Islamic & Arabic Studies) کے شعبۂ عربی کو فخر ہے، کیونکہ وہ میری رائے کے مطابق اپنے مقالے میں سنجیدہ اور مثالی طالب علم ہے، اسے اپنے نگران سے ملے ہوئے ابھی زیادہ وقت نہیں گزرا، لیکن وہ اپنے نگران کے ساتھ برابر رابطے میں رہا، بروز قیامت اللہ تعالیٰ اس مقالے کو میری اور مقالا نگار کی نیکیوں کے پلڑے میں شمار فرمائے۔ آمین

Our Best Wishes

on

IMAM AHMED RAZA CONFERENCE

HAJI HANIF JANOO

M/S.HAJI RAZAK HAJI HABIB JANOO

5/146, Near Adam Masjid, Thafia Lane, Jodia Bazar,
P.O.Box # 4202, Karachi, PAKISTAN

فکرِ رضا کے جلوے

محمد عبدالمبین نعمانی قادری مصباحی
(خادم دارالعلوم قادریہ، چریا کوٹ، یو۔پی)

تاجدارِ علم وفن اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ العزیز (متوفی ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) اپنے عہد میں ایسے عالم دین گزرے ہیں کہ ہندوستان تو کیا پوری دنیا ان کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے، دنیا والے ہر چیز دنیا کے پیمانے سے ناپتے ہیں امام احمد رضا خالص مذہبی عالم تھے تاہم دیگر علوم عقلیہ میں بھی وہ مہارت تامہ رکھتے تھے کہ جس کی نظیر دیکھنے میں نہیں آئی۔ البتہ وہ علوم عقلیہ کو بھی دین کا خادم بنا کر کام میں لاتے۔ ان کا نظریۂ تعلیم خالص اسلامی تھا، ان کی ساری مساعی کا محور محبت خدا ورسول تھا، اس سے ہٹ کر وہ سوچتے بھی نہیں تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ماہرینِ علوم نے انہیں نظر انداز کر دیا، دنیا کے ماہرین علم کا مطمحِ نظر صرف دنیا ہوا کرتا ہے اور ان کی ساری تگ ودو دنیوی مفادات تک ہی محصور ہوتی ہے۔ جبکہ امام احمد رضا کا نظریہ اس سے بہت آگے تھا وہ کائنات سے خالق کائنات تک پہنچنے کا نظریہ رکھتے تھے وہ جو کچھ دیکھتے اس میں اس کی ربوبیت کی کارفرمائی کے جلوے دیکھتے یعنی وہ کائنات سے خالقِ کائنات کا پتہ لگانے کے قائل تھے اور چونکہ کائنات میں رب العالمین نے وجہِ وجودِ کائنات محسن انسانیت ﷺ کو شاہکار بنایا وہ خدا کی وحدانیت کی بھی دلیل تھے اور اس کی قدرت کی بھی کہ اس یکتا نے انہیں بھی کائنات میں یکتا بنا دیا اور انہیں جو قدرت وطاقت دی وہ کسی اور کو نہ دی، انہیں صرف محبوب ہی نہیں بنایا بلکہ محبوبوں میں انتخاب کیا، رسولوں میں ممتاز بنایا، یہاں تک کہ ''رحمۃ للعالمین'' ﷺ کے ارفع واعلیٰ مقام سے نوازا اس لئے اس شاہکار فطرت سے ایک ایمان والے کے لگاؤ اور رشتہ قطعی اور ضروری ہے اور یہ لگاؤ، یہ ربط وتعلق ویسا ہی

ہونا ضروری ہے جیسا کہ اس کے خالق نے حکم دیا، اسے ویسا ہی ماننا ضروری ہے جیسا اس کے مالک نے حکم دیا اور قرآن حکیم میں ان کی جیسی عظمت بیان کی گئی ہے۔ انہیں ویسا ہی عظیم جاننا بھی ضروری ہے۔ اس لئے امام احمد رضا کی ان سے نہیں بنتی جو کائنات کو کائنات کی حد تک جاننے پرکھنے کے قائل ہیں، خدا کے تصور سے جن کی فکریں خالی ہیں، یوں ہی امام احمد رضا ان سے بھی رشتہ نہیں رکھتے ہیں جو محبوب خدا کو اس کا صحیح مقام و مرتبہ نہیں دیتے ہیں، خالق نے انہیں جیسا کچھ بنایا ہے ویسا نہیں مانتے، اپنی من مانی کرتے ہیں اور توحید خداوندی کے نشے میں وہ توہین نبی کر بیٹھتے ہیں۔ امام احمد رضا اس فکر غلط پر پہرہ بٹھاتے ہیں اور اسے خدا ہی کے انکار سے تعبیر کرتے ہیں کہ جو خدا کے محبوب کو ویسا نہ مانے جیسا اس کے خدا نے بنایا تو اس نے گویا خدا ہی کا انکار کیا یا خدا کے دیئے ہوئے مقام و مرتبہ سے چڑھا اور یہ توحید کے منافی ہے۔

امام احمد رضا شرک کے سخت مخالف تھے، خدا کی ذات و صفات میں کسی غیر خدا کو شریک کرنے والے کو مشرک بتاتے اس پر ان کی کتابیں اور فتاویٰ شاہد ہیں حتیٰ کے مشرکین سے اتحاد و وِداد کے بھی قائل نہ تھے۔

بدعات و خرافات کے بھی سخت دشمن تھے، وہ اسلامی تعلیمات اور قرآنی ہدایات کو عام کرنے کیلئے زندگی بھر کوشاں رہے اور اسلاف کرام کے نقش قدم ہی کو مشعل راہ سمجھتے رہے، معمولات اہلسنّت کے پابند تھے اور ان کو دلائل سے مبرھن فرماتے رہے اور معترضین کو دنداں شکن جواب بھی دیتے رہے۔

چودہ سال کی عمر سے ہی دین کے فروغ اور اشاعت میں لگ گئے، جسے پسند کیا دوسروں تک پہنچانے کی فکر میں رہے اور اپنی باقی باون سالہ زندگی دین حق کی نذر کردی۔ نہ کہیں زندگی بھر ملازمت کی، نہ کہیں سے تنخواہ لی، موروثی جائیداد کو ہی ذریعۂ معاش قرار دیا اور اس کیلئے بھی اپنے وقت کو فارغ نہ کیا، دوسرے اقرباء سے ہی کام لیا۔

گھر کے علاوہ کسی مدرسہ میں داخلہ لے کر تعلیم نہ حاصل کی بلکہ گھریلو اتالیق اور اپنے والد صاحب سے تعلیم لی اور بہت کچھ خود ہی غور و فکر کر کے کتب کا مطالعہ کر کے حل فرمایا۔ بعض علماء سے استفادہ فرمایا جن میں سرفہرست مولانا عبدالعلی رامپوری اور شیخ المشائخ حضرت مولانا ابوالحسین احمد نوری مارہروی علیہما الرحمۃ ہیں۔ ابتدائی تعلیم مرزا غلام قادر بیگ بریلوی سے حاصل کی جو بعد میں خود اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے استفادہ کرنے لگے تھے، باقی علوم اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمۃ سے حاصل کیئے، آپ نہ تو کبھی سہارن پور گئے اور نہ وہاں کے

علماء سے کچھ پڑھا، اس سلسلے میں بعض لوگ جو کچھ کہا کرتے ہیں وہ سراسر جھوٹ اور بے بنیاد ہے۔

آج پوری دنیا میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر تحقیق کا کام ہو رہا ہے۔ آپ کا سلام ''مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' آج پوری دنیا میں پڑھا جاتا ہے، ہندوستان میں بھی، بیرون ملک بھی، گجرات میں بھی بنگال میں بھی اور پنجاب میں بھی، یوں ہی مصر، انگلینڈ، امریکہ، افریقہ، ہالینڈ و بنگلہ دیش اور سوڈان و پاکستان میں بھی آپ کے سلام کی دھوم مچی ہے جو بارگاہ رسالت ﷺ میں آپ کی مقبولیت کی بین دلیل ہے۔ احمد رضا کے پیغام عشق، ان کی تصانیف اور علمی تحقیقات کو دنیا کی مشہور لائبریریوں اور یونیورسٹیوں اور تحقیقاتی اداروں میں پہنچایا جائے دنیا کے مشہور رسائل و اخبارات میں ان پر تبصرے شائع کرائے جائیں، امام احمد رضا پر زیادہ سے زیادہ سیمینار اور سمپوزیم منعقد کرائے جائیں، اور ترجمہ کنزالایمان کو صحت کے ساتھ شائع کرا کے گھر گھر پہنچایا جائے، کلام رضا کو اچھے نعت خوانوں سے پڑھوا کر ان کے کیسٹ عام کیے جائیں۔ طلبہ میں انعامی مقابلے منعقد ہوں اور ان کو کلام رضا پڑھنے کی فرمائش کی جائے۔

☆☆☆

۲۶/اپریل ۲۰۰۳ء کی شام امام احمد رضا کے نام

﴿امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۰۳ء کی روئداد﴾

رپورٹ: مولانا محمد جمیل احمد قادری

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

برصغیر پاک و ہند کی اسلامی تاریخ کے عظیم مفکر، نابغۂ عصر، فقیہ بے مثل، محدث اعظم، عشق رسول ﷺ کا داعی محبتوں کا چراغ لے کر چلنے والا، ہمہ جہت، عبقری شخصیت، جس کی زندگی کے کسی ایک پہلو کا احاطہ ایک نشست میں کرنا ممکن نہیں ہے۔ جسے دنیا اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے نام سے جانتی پہچانتی ہے۔

ہر ذی علم صاحب قلم، صحافی، معروف قلم کار، طالب علم واساتذہ اس شخصیت پر کچھ نہ کچھ لکھنے کیلئے بیتاب نظر آتے ہیں تاکہ اس عاشق رسول ﷺ کے مداحوں کی فہرست میں اپنا نام لکھوالیں۔ ان کے علاوہ میدانِ سیاست کے شہسوار اور ارباب بست وکشاد بھی امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے تدبر وفراست اور سیاسی رہنمائی وبصیرت کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ غرض کے اس گلستانِ علم وفن سے خوشہ چینی کیلئے ہر ذی شعور بیتاب نظر آتا ہے، خواہ معاملہ ان کے نعتیہ کلام کا ہو یا نثریہ کلام کا۔ عرب وعجم کے علماء۔ جامعہ ازہر کے اساتذہ یا برِصغیر پاک و ہند اور بنگلہ دیش کے نامور مقتدر علمی، روحانی اور سیاسی زعما، ہر کوئی امام احمد رضا کی یاد میں منعقدہ مجلسِ علمی وروحانی کی شرکت کو اپنے لئے باعثِ سعادت اور ان کو خراجِ تحسین پیش کرنا باعث عزت سمجھتا ہے۔

وہ شخصیات قابل صد تحسین ہیں جنہوں نے دن رات ایک کرکے تن من دھن کی بازی لگا کر ان کے عشقِ مصطفیٰ ﷺ کے پیغام اور فکرِ رضا کا اکنافِ عالم میں ابلاغ کا اہتمام کررہی ہیں۔ نہ صرف برصغیر ہند وپاک بلکہ عالم اسلام اور مسلمانوں کی عظیم یونیورسٹی جامعہ الازہر مصر کے ایوانِ علم وفن بھی نغماتِ رضا سے گونج رہے ہیں ؎

گونج گونج اٹھے ہیں نغمات رضا سے بوستان
کیوں نہ ہو؟ کس پھول کی مدحت میں وا منقار ہے

میری مراد ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل پاکستان کے مقدس جماعت کے افراد سے ہے، جن میں سرفہرست سرپرستِ اعلیٰ، ماہر رضویات، علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی،

ادارہ کے صدر صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری صاحب، جنرل سیکریٹری پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب، فائنانس سیکریٹری جناب منظور حسین جیلانی صاحب، (نائب صدر) مولانا شفیع محمد قادری صاحب، رابطہ سیکریٹری حاجی عبداللطیف قادری صاحب (حفظھم اللہ تعالیٰ) وغیرہ ہیں۔ ان کے شب و روز کی محنتوں سے ہر سال کی طرح گذشتہ سال بھی بروز ہفتہ ۲۰۰۳ء/۱۴۲۴ھ کو تین بجے سہ پہر ایک مقامی فائیو اسٹار ہوٹل (ریجنٹ پلازہ) میں امام اہلسنت کی یاد میں ''امام احمد رضا کانفرنس'' کا انعقاد، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کے تحت عمل میں آیا۔ کانفرنس ہال حاضرین سے کچھا کھچ بھرا ہوا تھا، علماء مشائخ اساتذہ، دانشور، قانون دان، صحافی، محققین اور اسکالرز غرض ہر طبقہ فکر کے لوگوں کی بھرپور نمائندگی وہاں ہو رہی تھی۔

اسٹیج پر عزت مآب سید سردار احمد (صوبائی وزیر داخلہ، حکومت سندھ) مہمان خصوصی کی حیثیت سے جلوہ افروز تھے۔ جبکہ محفل کی صدارات کے فرائض محترم پروفیسر ڈاکٹر پیرزادہ قاسم رضا صدیقی صاحب (وائس چانسلر فیڈرل اردو یونیورسٹی آف آرٹس سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، کراچی) انجام دے رہے تھے۔ ان کے ساتھ والی نشست پر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کے صدر صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری صاحب، جسٹس سید عتیق الرحمٰن شاہ بخاری صاحب، علامہ منظور احمد سعیدی صاحب، مصر سے آئے ہوئے ممتاز اسکالر ڈاکٹر حازم محمد احمد المحفوظ صاحب اور دیگر علمائے کرام تشریف فرما تھے۔

نظامت کے فرائض پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری (جنرل سیکریٹری، ادارہ ھذا) نے انجام دیئے۔ سامنے قطار میں معززین و دانشور علما حضرات میں ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے سرپرست اعلیٰ ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہٗ العالی، ڈاکٹر عبدالباری صدیقی صاحب، علامہ سید سعادت علی قادری صاحب، علامہ حمزہ علی قادری، حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری صاحب و دیگر علمائے کرام تشریف فرما تھے۔

کانفرنس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا، تلاوت قرآن کی سعادت جناب قاری غلام حسن الحسنی صاحب نے حاصل کی اس کے بعد ملک کے مشہور و معروف نعت خواں جناب محمد فرقان قادری صاحب نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی نعت ''وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں'' کا ہدیہ نہایت مترنم آواز میں پیش کیا۔

کانفرنس کے پہلے مقالہ نگار جناب حضرت علامہ مولانا منظور احمد سعیدی صاحب (ریسرچ اسکالر جامعہ کراچی) تھے انہوں نے امام احمد رضا کی علم حدیث فن حدیث اور روایت حدیث پر بھرپور روشنی ڈالی اور امام احمد رضا کی حدیث دانی پر گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ امام احمد رضا فن روایت حدیث کو ہر حیثیت سے جانتے تھے اور ہر حدیث میں ہر قسم کے متشابہات میں امتیاز کرنے کی بھرپور مہارت رکھتے تھے۔ ان کے بعد بلوچستان کے سیشن جج جسٹس سید عتیق الرحمٰن شاہ بخاری صاحب نے ''عربی نثر میں امام احمد رضا کا اسلوب'' کے موضوع پر اپنا مقالہ بہت خوب صورت انداز میں پیش کیا جس کو حاضرین نے بے حد سراہا موصوف نے امام احمد رضا کے عربی ادب کو تخلیقی ادب قرار دیا۔ آپ نے بتایا کہ امام احمد رضا کے عربی الفاظ میں نغمگی اور حسن پائی جاتی ہے جس سے موقع کی مناسبت و کیفیت کا احساس بھی ہونے لگتا ہے۔ الازہر یونیورسٹی مصر سے آئے ہوئے ممتاز اسکالر ڈاکٹر محمد حازم المحفوظ نے اپنے تحقیقی مقالے میں بتایا کہ آج کل جامعۃ الازہر میں متعدد عرب اسکالرز امام احمد رضا کی مختلف جہتوں پر تحقیق میں مصروف ہیں اور حال ہی میں چار کتابیں امام احمد رضا کی

شخصیت اور دینی خدمات پر مصر سے شائع ہوئی ہیں ۔ حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری صاحب نے فتاویٰ رضویہ کے علمی محاسن پر روشنی ڈالی اور جدید علوم پر اعلیٰ حضرت کی مہارت کی مثالیں پیش کیں۔ علامہ نے آخر میں ادارے کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اس بات کا اظہار کیا کہ امام احمد رضا کو بین الاقوامی جامعات میں متعارف کروانے میں ادارے کی خدمات قابل تعریف ہیں۔

کانفرنس کی دوسری نشست کا آغاز نماز عصر کے وقفہ کے فوراً بعد ہوا۔ نعت شریف پڑھنے کا اعزاز معروف نعت خواں جناب محمد ریحان قادری نے حاصل کیا۔ جس کے بعد صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری صاحب نے اپنا خطبۂ استقبالیہ پیش فرمایا، آپ نے فرمایا امام احمد رضا نے الٹرا ساؤنڈ کی تھیوری ۱۰۰ سال پہلے پیش کر دی تھی ان کے علوم و فنون کا احاطہ کرنا نہایت مشکل ہے ۔ صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری صاحب نے مزید فرمایا کہ امام احمد رضا علوم و فنون میں اس قدر ہمہ جہت تحقیق کے زاویے بغیر علم لدنی کے ممکن ہی نہیں ۔ سید صاحب نے مہمان گرامی کو خوش آمدید کہتے ہوئے کانفرنس کے انعقاد کی غرض و غایت بیان کی اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی دینی ملّی، علمی روحانی اور سیاسی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے یاد دلایا کہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ اسلام کے وہ بطل جلیل ہیں جنھوں نے قلب مسلم میں حبّ رسول ﷺ کے چراغ روشن کیئے ۔ آخر میں آپ نے ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کے اغراض و مقاصد اور اس کے قیام پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی شخصیت اتنی ہمہ گیر و ہمہ جہت ہے کہ ان کی سیرت و کردار اور ان کے عظیم علمی و فکری ورثہ کی تدوین، و تحقیق کسی فرد واحد کے بس کی بات نہیں۔ آخر میں مہمانوں کا شکریہ ادا کیا گیا۔

کانفرنس کے مہمان خصوصی (صوبائی وزیر داخلہ) جناب سید سردار احمد صاحب نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ مسلمان ان دنوں دنیا کی باقی قوموں سے دوڑ میں اس لئے پیچھے ہیں کہ انہوں نے تحقیق و تجسس کو چھوڑ دیا ہے ۔ آج امام احمد رضا کی تعلیمات کی روشنی ہمیں یہی سبق دے رہی ہے کہ اس وقت ملت اسلامیہ دوبارہ عروج حاصل کرنے کیلئے جب تک علم و تحقیق کے میدان میں آگے نہیں آئے گی اس وقت تک ہمارا مستقبل تابناک نہیں ہو سکے گا۔

ڈاکٹر پیرزادہ قاسم صدیقی صاحب نے اپنے صدارتی خطبے میں کہا؛ کہ امام احمد رضا جیسی عبقریٔ علم شخصیت کی یاد میں ایسی کانفرنسوں کا انعقاد آج کے مسلمانوں کی علمی و عملی زبوں حالی کے دور میں نہایت مفید ہے اور نئی نسل کیلئے امام ممدوح جیسی شخصیات کی حیات میں بہترین درس ہے ۔ اس قسم کی کانفرنسیں ہمارے نوجوانوں کیلئے سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہیں، انہوں نے مزید فرمایا کہ انہوں نے وفاقی اردو یونیورسٹی میں مضامین کی تخصیص ختم کر دی ہے کہ سائنس کا طالب علم اخلاقیات اور دیگر علوم و فنون بھی ساتھ میں پڑھ سکتا ہے کیونکہ اچھا سائنٹسٹ اسی وقت اچھا انسان بھی ہو سکتا ہے۔ میں نے یہ سب امام احمد رضا کی شخصیت اور تعلیمات سے حاصل کیا۔

کانفرنس کے اختتام پر جسٹس سید عتیق الرحمٰن صاحب کو ادارہ کی جانب سے ان کی ام فل کی ڈگری کے حصول پر یادگار شیلڈ پیش کی گئی۔ اس کے علاوہ تمام مہمانوں کو ادارے کی جانب سے سندھ کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اجرک، ٹوپی اور ادارے کی جانب سے شیلڈ بھی پیش کی گئیں ۔ کانفرنس کا اختتام صلوٰۃ و سلام کے ساتھ ہوا۔ دعا علامہ سید سعادت علی قادری صاحب نے کی ۔ آخر میں مہمانوں کی عصرانے سے تواضع کی گئی ۔ اس طرح یہ ''امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۰۳ء'' بحمد اللہ بخیر و خوبی انجام پذیر ہوئی۔

''رضویات'' پر تحقیق کے حوالے سے انٹرنیشنل جامعات میں پیش رفت

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے، اس کا علم ذاتی ہے اور ہر شے کو محیط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم، نبی اکرم محمد رّسول اللہ ﷺ اور دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی اپنے بعض غیوب کا علم عطا فرمایا۔ یہ علم عطائی ہے، ذاتی نہیں۔

سید عالم ﷺ کا علم ساری مخلوقات سے زیادہ ہے اور تمام علمِ ''مَاکَانَ وَمَایَکُوْن'' کو احاطہ کیئے ہوئے۔ ارشاد باری تعالیٰ اس پر نص ہے:

وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ ط وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْماً o

''اور تم کو (اے محبوب) سکھا دیا جو تم نہیں جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے''۔

علمائے امت علم میں انبیاء کے وارث ہیں۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے حضور اکرم ﷺ کی رحمت سے نوازتا ہے، مفسرین کرام نے قرآنی آیت فَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ o سے مراد اَعْلَمِ کائنات عالِم مَاکَانَ وَمَایَکُوْن محمد رّسول اللہ ﷺ کی ذات مبارکہ مراد لی ہے اور آقا و مولیٰ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

عُلَمَاءُ اُمَّتِی کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْل

یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کے مثل ہیں

مطلب یہ ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے انبیاء انکے علم کے وارث تھے۔ اسی طرح چونکہ میرے پردہ کر جانے کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا مگر میری امت کے راسخ العلم علماء ہی میرے علم اور میری سنّت کے وارث ہوں گے۔

علومِ اسلامی یعنی علوم قرآن وحدیث وفقہ اصل

العلوم ہیں اور یہ سید عالم ﷺ کا ورثہ ہیں۔ باقی تمام دیگر دُنیوی علوم ان اسلامی علوم کی معاونت کیلئے ہیں اور اگر کوئی علم یہ خدمت انجام نہیں کر پاتا تو اس کے حصول میں شغف اپنی زندگی کے قیمتی اوقات کا ضیاع کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور یہ تحصیل لاحاصل ہے۔ اِس دور میں وارثِ علوم مصطفیٰ ﷺ اور اس کے عظیم مبلغ کی حیثیت سے مجدّد دین وملّت امام احمد رضا محدّث بریلوی قدس سرہٗ سامی کی شخصیت صرف برصغیر پاک و ہندو بنگلہ دیش ہی نہیں بلکہ تمام عالم اسلامی اور بلادِ حرمین شریفین میں مسلّم ہے۔ چنانچہ علمائے اسلام نے ان کی علمی وجاہت، تبحر اور علومِ جدیدہ وقدیمہ ،نقلیہ وعقلیہ میں ان کی کامل دسترس اور ان کی حیرت انگیز قوتِ حافظہ اور فطانت و ذہانت کو ملاحظہ کرتے ہوئے انہیں مجدّدِ دین وملت ، فقیہِ اسلام، امام العصر، فرید الدھر، امام المحدثین، امام ابوحنیفہ ثانی اور دیگر مہتم بالشان القابات سے نوازا۔

بایں ہمہ شانِ علم وفضل حیرت انگیز بلکہ افسوسناک امر یہ ہے کہ امام احمد رضا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کی ایک ہزار سے زیادہ چھوٹی بڑی تصنیفات و تالیفات سے ابھی بہت کم زیور طباعت سے آراستہ ہوسکی ہیں، تقریباً پچاس فیصد سے زیادہ مخطوطہ حالت میں بلکہ ان میں سے بعض اب بھی پردۂ اخفاء میں ہیں۔ یہ دنیائے علم و تحقیق کا ایک بہت بڑا المیّہ ہے۔ اس میں غیروں سے زیادہ اپنوں کی چیرہ دستیاں کارفرما ہیں۔ چنانچہ امام احمد رضا قدس سرہ کے وصال (۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) کے بعد ایک طویل عرصہ تک اس محسنِ قوم اور عظیم علمی شخصیت کا صحیح تعارف دنیائے علم وتحقیق میں نہ ہوسکا۔ لیکن آپ کی چند خالصتاً علمی وفنّی کتب خصوصاً آپ کے عظیم مجموعہ فتاویٰ ''العطایا النبویہ فی فتاویٰ رضویہ'' جسے بجا طور پر اسلامی معلومات کا انسائیکلوپیڈیا کہا جاتا ہے کی چند ابتدائی جلدوں اور سرزمینِ حجاز میں عربی میں لکھی گئی کتب مثلاً ''الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ'' کی اشاعت کے ساتھ ہی اسلامی علمی حلقوں میں امام صاحب کے بلند علمی مقام اور ان کی تحقیقات کے اعلیٰ معیار کا تعارف شروع ہوگیا۔ الحمدللہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ، سابق مہتمم جامعہ نظامیہ لاہور، کی مسلسل جدو جہد اور کاوشوں سے اور ان کی زیرنگرانی رضا فاؤنڈیشن لاہور (پاکستان) اب تک مکمل حواشی وتخریجات کے ساتھ فتاویٰ رضویہ کی ۲۵ر جلدیں شائع کرچکا ہے۔ اور ہر جلد تقریباً آٹھ سو (۸۰۰) صفحات پر مشتمل ہے، جبکہ ان شاء اللہ ۵/۶ مزید جلدیں طباعت کی منتظر ہیں۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ دورِ جدید کے علمی مزاج، طرزِ تحقیق اور اسلوبِ نگارش کے تقاضوں کے مطابق امام احمد رضا کی شخصیت اور علمی کارناموں کا یونیورسٹی، کالجز اور عالمی جامعات کے تعلیم یافتہ حلقوں اور طلبہ و اساتذہ میں متعارف کرانے کا کام گذشتہ

۳۰/۳۵ رسال سے شروع ہوا ہے اور بلا شبہ اس اہم پیش رفت کی ابتداء کا سہرا دو شخصیات کے سر ہے۔ اولاً؛ حکیم محمد موسیٰ امرتسری مرحوم مغفور، بانی مرکزی مجلس رضا، لاہور۔ ثانیاً؛ علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب، سرپرست اعلیٰ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا (انٹرنیشنل) کراچی پاکستان۔ علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب جو خود ۴۰ رسال تک پاکستان کے اعلیٰ تعلیمی نظام اور اس کی نصاب کمیٹی سے وابستہ رہے ہیں و نیز متعدد ادبی، دینی، تعلیمی اور ملّی موضوعات پر مسلسل لکھتے لکھاتے رہے ہیں، (جو بحمد اللہ اب بھی جاری ہے) انہوں نے اپنی رواں، سلیس، تحقیقی اور سنجیدہ تحریروں کے ذریعہ امام احمد رضا کو جدید تعلیم یافتہ طبقے اور جامعات (یونیورسٹی) کی سطح پر متعارف کرانے اور ملکی عالمی جامعات کے اساتذہ، ریسرچ اسکالرز اور طلباء کو امام صاحب کے علمی و ادبی و ملّی کارناموں اور ان کی بعض تحقیقات پر پی۔ایچ۔ڈی اور ام فل کے مقالہ جات تحریر کرنے کی جانب راغب کرنے میں منفرد اور اہم خدمات انجام دی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی انہی عظیم علمی اور تحقیقی خدمات کے صلہ میں آج دنیائے اہلسنت انہیں ''ماہرِ رضویات'' اور ''مسعودِ ملت'' کے القابات سے یاد کرتی ہے۔

جب ۱۹۸۰ء میں جناب سید ریاست علی قادری رضوی بریلوی مرحوم مغفور نے ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا (کراچی) کی بنیاد رکھی (جس میں راقم بھی شروع سال ہی سے رفیق کار کی حیثیت سے چند اور احباب کے ساتھ شامل ہوگیا) تو ماہرِ رضویات قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب حفظہ اللہ الاحد اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ سے بطور اظہارِ محبت وعقیدت اور ہم پر بہ اظہارِ کمالِ شفقت اس ادارہ کے سرپرستِ اول ہوئے۔ آپ کے ساتھ ہی دو اور اہم علمی شخصیات، حضرت علامہ مفتی تقدس علی خان، حامدی رضوی بریلوی، شیخ الحدیث پیر جو گوٹھ سندھ اور حضرت علامہ شمس بریلوی رحمہما اللہ نے بھی ہم پر شفقت فرماتے ہوئے ادارے کی سرپرستی قبول فرمائی۔ اس کے بعد ادارے کے تحقیقی اور تصنیفی سرگرمیوں مین تیزی آئی اور محترم سید ریاست علی قادری مرحومہ مغفور ۱۹۸۰ء میں اور یہ ناچیز راقم ۱۹۸۰ء اور پھر ۱۹۸۱ء میں علامہ مولانا ریحان رضا خاں رحمہ اللہ (نبیرۂ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان علیہ الرحمہ)، مولانا خالد علی خان زید عنایۃ (نواسۂ مجدد مأۃ حاضرہ، مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمۃ) اور حضرت علامہ مفتی تقدس علی خان علیہ الرحمۃ کی وساطت سے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے تقریباً دو ڈھائی سو چھوٹے بڑے رسائل/حواشی (مخطوطات بطور ''بازیافت'') پاکستان لائے۔ جس سے ایک طرف ماہرِ رضویات کے شہوارِ قلم کو شہ ملی، امام احمد رضا کے حوالے سے نئی نئی تحریرات اور تحقیقات

سامنے آئیں، تو دوسری طرف، ملکی اور بین الاقوامی جامعات کے ریسرچ اسکالرز اور اساتذہ کی امام احمد رضا کے علمی آثار پر تحقیق وتصنیف میں دلچسپی بڑھنے لگی اور آہستہ آہستہ امام احمد رضا پر تحقیق کا یہ حلقہ برصغیر پاک وہند کے افق سے نکل کر امریکہ، یورپ، افریقہ، افغانستان جامعہ ازھر شریف ومصر کی دیگر جامعات، جامعہ بغداد شریف، جامعہ اردن، اور عالم اسلام کی دیگر جامعات تک پہنچ گیا۔ بحمد اللہ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس وقت (۲۰۰۳ء کے اواخر تک) امام احمد رضا پر پی. ایچ. ڈی/ام فل/ ڈی لٹ کا کام وسیع سے وسیع تر اور روز افزوں ہو رہا ہے، اس کا اندازہ ذیل کے اجمالی شیڈول سے لگایا جاسکتا ہے:

طرح سے امام احمد رضا قدس اللہ سرہ العزیز کی قدآور علمی شخصیت کو شاندار خراجِ تحسین ہے۔ اِن شاء اللہ عزوجل اِس شیدائیِ رسول ﷺ پر تحقیق وتصنیف کا یہ سلسلہ تا صبحِ قیامت جاری وساری رہے گا۔ اور کیوں نہ ہو ۔

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضاؔ
بول بالے مری سرکاروں کے

اور پھر یہ کہ ۔

ہیں پشت پناہ غوث اعظم
کیوں ڈرتے ہو تم رضاؔ کسی سے

ان کے علاوہ ام. اے اور ام. ایڈ کے مونوگراف کی تعداد بے شمار ہے۔ نیز ''علمائے بریلی کی علمی خدمات''

انٹرنیشنل جامعات کی تعداد جہاں کام ہو رہا ہے		پی. ایچ. ڈی	ام فل	ڈی لٹ
۱- جامعات کی تعداد	۲۱			
۲- منظور شدہ پی. ایچ. ڈی		۱۵	۶	-
۳- داخل شدہ تھیسس		۴	-	-
۴- رجسٹرڈ شدہ خاکہ		۴	۳	۱
	۲۱	۲۳	۹	۱

گذشتہ ۲۵ر برسوں میں کسی ایک شخصیت کے حوالے سے پی. ایچ. ڈی اور ام فل کی سطح پر ۳۰ر سے زائد تھیسس کی تکمیل ایک منفرد تاریخی کارنامہ ہے اور ایک

پر بھی پی. ایچ. ڈی اور ام فل کی ایک ایک سند جاری ہو چکی ہے، جبکہ ایک مزید پی. ایچ. ڈی رجسٹرڈ ہو چکی ہے۔

☆☆☆

ابتک پی. ایچ. ڈی اور ایم. فل کرنے والے حضرات کا تفصیلی شڈول درج ذیل ہے

نمبر	نام اسکالر	عنوان	یونیورسٹی	رجسٹریشن	تاریخ داخلہ	تاریخ منظوری	تاریخ اجراء سند
۱	ڈاکٹر حسن رضا خان	فقیہ اسلام	پٹنہ، انڈیا			۱۹۷۹ء	
۲	ڈاکٹر (مسز) اوشا سانیال	Devotional Islam & Politics In Birhtish India (Ahmad Raza Khan Berielvi and his Movement 1870-1920)	کولمبیا یونیورسٹی، نیویارک			۱۹۹۰ء	
۳	سید جمال الدین	اعلیٰ حضرت محمد احمد رضا خان اور ان کی نعت گوئی	ڈاکٹر ہری سنگھ گور وشاودھیالہ یونیورسٹی ساگر، ام. پی، انڈیا	۱۹۸۵/۱۰/۳	۱۹۹۱/۱۲/۶ء	۱۹۹۲/۳/۲۷	
۴	ڈاکٹر جوہر شفیع آبادی	اعلیٰ حضرت کی نعتیہ شاعری	بہار یونیورسٹی، مظفر پور، انڈیا			۱۹۹۲ء	
۵	ڈاکٹر طیب علی رضا	امام احمد رضا خان - حیات و کارنامے	ہندو یونیورسٹی بنارس، انڈیا			۱۹۹۳ء	
۶	پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری	کنزالایمان اور دیگر معروف اردو قرآنی تراجم کا تقابلی جائزہ	جامعہ کراچی، کراچی			۱۹۹۳ء	۱۹۹۳/۱۱/۶
۷	پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبدالباری صدیقی	امام احمد رضا خان بریلوی کے حالات افکار، اور اصلاحی کارنامے (سندھی)	سندھ یونیورسٹی، جامشورو			۱۹۹۳ء	
۸	ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی	اردو نعت گوئی اور فاضل بریلوی	روہیل کھنڈ یونیورسٹی، بریلی شریف			۱۹۹۴ء	۱۹۹۶/۲/۲۵
۹	ڈاکٹر سراج احمد بستوی	مولانا احمد رضا خان بریلوی کی نعتیہ شاعری	کانپور یونیورسٹی، انڈیا			۱۹۹۵ء	۱۹۹۵/۳/۱۰ء
۱۰	مولانا امجد رضا قادری	امام احمد رضا کی فکری تنقیدیں	ویر کنور سنگھ یونیورسٹی، آرہ، بہار انڈیا	۱۹۹۵/۱۲/۲۳		۱۹۹۸ء	

ابتک پی .ایچ. ڈی اور ایم .فل کرنے والے حضرات کا تفصیلی شڈول درج ذیل ہے

نمبر	نام اسکالر	عنوان	یونیورسٹی	رجسٹریشن	تاریخ داخلہ	تاریخ منظوری	تاریخ اجراء سند
۱۱	پروفیسر ڈاکٹر انور خان	مولانا احمد رضا بریلوی کی فقہی دمات	سندھ یونیورسٹی، جامشورو	۔		۱۹۹۹ء	
۱۲	مولانا غلام مصطفیٰ نجم القادری	امام احمد رضا کا تصور عشق	میسور یونیورسٹی، انڈیا			۲۰۰۲ء	۲۰۰۲/۱۲/۳۱
۱۳	غلام غوث قادری	امام احمد رضا کی انشاء پردازی	رانچی یونیورسٹی، بہار			۲۰۰۳/۳/۱۱	
۱۴	رضاء الرحمٰن عاکف سنبھلی	روھیلکھنڈ کے نثری ارتقاء میں مولانا احمد رضا خاں کا حصہ	روھیلکھنڈ یونیورسٹی بریلی، انڈیا			اکتوبر ۲۰۰۳ء	
۱۵	آنسہ تنظیم الفردوس	مولانا احمد رضا خان کی نعتیہ شاعری کا تاریخی اورادبی جائزہ	جامعہ کراچی، کراچی	۱۹۹۸ء		۲۰۰۴/۳/۲۵ء	

امام احمد رضا پرداخل شدہ پی .ایچ. ڈی مقالات کی فہرست

نمبر	نام اسکالر	عنوان	یونیورسٹی	رجسٹریشن	تاریخ داخلہ	تاریخ منظوری	تاریخ اجراء سند
۱	مولانا منظور احمد سعیدی	مولانا احمد رضا خان کی خدمت علوم حدیث کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ	جامعہ کراچی یونیورسٹی، کراچی	۱۹۹۷	۲۰۰۳ء		
۲	مولانا غلام جابر مصباحی	امام احمد رضا اوران کے مکتوبات	بہار یونیورسٹی، مظفر پور، انڈیا	۱۹۹۷ء	۲۰۰۳ء		
۳	پروفیسر مولانا اشفاق احمد جلالی	الزلال الأنقى من بحر سبقت الاتقى (للشيخ احمد رضاخاں)	پنجاب یونیورسٹی، لاہور	۱۹۹۷ء	۲۰۰۳ء		
۴	سید شاہد علی نورانی	الشيخ احمد رضا شاعراً (عربی)	پنجاب یونیورسٹی لاہور	۱۹۹۷ء	۲۰۰۳ء		

امام احمد رضا پر زیر تکمیل پی .ایچ. ڈی مقالات کی فہرست

نمبر	نام اسکالر	عنوان	یونیورسٹی	رجسٹریشن	تاریخ داخلہ	تاریخ منظوری	تاریخ اجراء سند
۱	پروفیسر سعید احمد	امام احمد رضا بریلوی کی اردو ادب میں خدمات	کلبار یونیورسٹی، کرناٹک	۱۹۹۷ء			
۲	محمد حسن امام	امام احمد رضا اوران کے خلفاء کا تحریک پاکستان میں کردار	جامعہ کراچی، کراچی	۱۹۹۸ء			
۳	محمد عارف جامی	جد الممتار علی رد المحتار کی تخریج اور تحشی	جامعہ کراچی، کراچی	۲۰۰۰ء			

ایک اهم خبر

امام احمد رضا سلور جوبلی انٹرنیشنل کانفرنس ۲۰۰۵ء

الحمدللہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا (انٹرنیشنل) کی تأسیس (۱۹۸۰ء) کو چوبیس (۲۴) سال ہوچکے ہیں۔ ۲۰۰۵ء ادارے کے قیام کی سلور جوبلی کا سال ہے۔ چنانچہ اس مناسبت سے سن ۲۰۰۵ء میں ہم نے امام احمد رضا سلور جوبلی انٹرنیشنل کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے فروغ رضویات اور ابلاغ افکارِ رضا کے حوالے سے ہماری مساعی کو اب ملکی اور بین الاقوامی سطح پر وسیع پذیرائی حاصل ہورہی ہے اور اب تک ۲۵؍ سے زیادہ جامعات میں Ph.D اور M.Phil کے مقالات لکھے جاچکے ہیں، جن میں ۱۳؍ اسکالرز کو Ph.D اور ۸؍ کو M.Phil کی سندات مل چکی ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر نامور قلم اور محققین نے حیاتِ اعلیٰ حضرت اور ان کی علمی خدمات کے حوالے سے بے شمار کتب تصنیف و تالیف کی ہیں۔

لہٰذا ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ان تمام اسکالرز حضرات کو جنہوں نے Ph.D اور M.Phil کی سندات حاصل کرلی ہیں اور جنہوں نے اعلیٰ حضرت پر غیر معمولی تصنیفی اور تالیفی خدمات انجام دی ہیں، اس انٹرنیشنل کانفرنس میں مدعو کیا جائے اور ان کی تصنیفی و تحقیقی خدمات کے اعتراف میں گولڈ میڈل اور سلور میڈل پیش کیا جائے گا۔

نیز ادارہ اس موقعہ پر دیگر کتابوں کے علاوہ ایک سووینئر بھی شائع کرنا چاہتا ہے جس میں اب تک امام احمد رضا پر Ph.D یا M.Phil کرنے والے اسکالرز کے کوائف کے ساتھ ساتھ ان کے مقالاجات کی تلخیص بھی شائع کرے گا لہٰذا تمام اسکالرز سے درخواست ہے کہ وہ اس اشتہار کو ہماری طرف سے دعوت سمجھیں اور اپنے تفصیلی کوائف نام مع ولدیت، مکمل پتہ، تاریخ و مقام پیدائش، تعلیم (دارالعلوم یا یونیورسٹی) موجودہ مشغلہ، تصانیف کی تعداد، اہم تصانیف کے نام وغیرہ) کے ساتھ ساتھ تھیس کی فوٹو کاپی اور دو صفحہ میں اس کا خلاصہ/ خاکہ بھی ارسال کردیں۔ اسکالرز حضرات سے یہ بھی درخواست ہے کہ وہ اپنے تھیس سے متعلق وہ معلومات بھی فراہم کریں کہ ان کو کب ایڈمیشن ملا اور کب تھیس جمع کیا، کس نے ان کا Viva امتحان لیا اور کب ڈگری تفویض ہوئی۔ اس دوران اگر کوئی غیر معمولی معاملہ یا رکاوٹ پیش آئی ہو تو اس کا بھی مختصراً تذکرہ کردیں۔

غیر ملکی اسکالرز سے درخواست ہے کہ اگر ان کے پاسپورٹ بنے ہوئے نہ ہوں تو بنوالیں اور اگر ان کی تاریخ ختم ہوگئی ہو تو اس کی تجدید کرالیں۔ ادارہ کی یہ انٹرنیشنل کانفرنس اپریل ۲۰۰۵ء میں منعقد کی جائے گی۔ لہٰذا کوائف کے ساتھ پاسپورٹ کی صاف فوٹو کاپی کا بھی ہمیں ضرور بھیجیں۔

تمام اسکالرز ے درخواست ہے کہ اپنے کوائف کے ساتھ ساتھ دیگر معلومات بھی فراہم کریں تاکہ ان سے رابطہ میں آسانی ہوں؛ فون نمبر، فیکس نمبر، موبائل نمبر، ای میل ایڈریس، گھر کا ایڈریس وغیرہ وغیرہ۔

آخر میں مخیّر حضرات سے بھی درخواست ہے کہ ہمارے اس بڑے پروجیکٹ میں مالی اعانت فرمائیں کیونکہ اس موقعہ پر ہم 8-10 کتابوں کی اشاعت کا بھی ارادہ رکھتے ہیں لہٰذا اعلیٰ حضرت سے عقیدت و محبت کا موقعہ ہے اللہ تعالیٰ ہم کو اس نیک مقصد میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

المشتہر: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری، جنرل سیکریٹری
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی، پاکستان